جلد ۲ | مئی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴

سالار جنگ نمبر

قیمت ۵۰ نئے پیسے

Garden View of Guest House, Mir Alam Tank.

Guest House, Mir Alam Tank.

SIR SALAR JUNG I

MUNIR-UL-MULK,
uncle of Salar Jung

معدنِ امامت حضرت علی علیہ السلام کے سبق آموز جواہر ریزے

غریبوں، بیوہ یتیموں، بیواؤں کی پرورش

وزراء و حکام ریاست - صدر نشین و ارباب کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر کیلئے درس عمل

حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں :-

"(اے گورنر مصر) تو سوسائٹی کے ادنیٰ درجہ کا خیال رکھ، یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، مسکین ہیں، ضرورت مند ہیں، فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور کمانے سے عاجز ہیں، اسی طبقہ میں قانع لوگ ملتے ہیں جو کسی سے سوال نہیں کرتے، جن حقوق کی حفاظت کا تجھ سے سوال کیا گیا ہے تو اللہ کیلئے اُن حقوق کی حفاظت کر۔ ان لوگوں کے لئے اپنے بیت المال سے بھی کچھ مقرر کر دے، اور ہر شہر میں جو اسلام کی املاک خالصہ ہے اس کے محاصل میں سے بھی ان کو کچھ دے، دور رہنے والے محتاجوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا پاس والوں کا، اور ہر ایک کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے"

یہ لنگڑے لولے فقیر جو ہندوستان کی سڑکوں پر بھیک کے پڑے رہتے ہیں، یہ نوجوان جو بیکاری اور تنگدستی سے مجبور ہو کر فقر و فاقہ سے عصمت فروشی پر مجبور کر دیا ہے، یہ کمزور اور ناتوان بچے جو کسانوں، کاتوں اور سرمایہ داروں کے گھر میں غلامی کر رہے ہیں زبان حال سے اعلان کر رہے ہیں کہ دُنیا سے ہمدردی اُٹھ گئی، عدل و انصاف مٹ گیا، غربا پروری اور یتیم نوازی کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:-

"لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آئے گا کہ سرمایہ دار اپنے مال کو خود ہی چٹ کر جایا کریں گے حالانکہ ان کو ایسا حکم نہیں دیا گیا۔ خدا تو فرماتا ہے کہ تم آپس میں احسان کرنے کو فراموش نہ کرو، اس زمانے میں شریر لوگ سرکشی کریں گے اور اچھے آدمی ذلیل و خوار ہوں گے، لاچار آدمی جن کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہوگا اُن کے ساتھ تجارت کی جائے گی حالانکہ ہمارے رسولؐ نے بے زر اور محتاج آدمی سے قیمت لینے سے منع کیا ہے، اس کی تو مفت خدمت کرنی چاہیئے۔"

> درس وحدت دیر ہے تھے دوش احمدؐ سے علیؑ
>
> ایسے واعظ کیلئے ایسا ہی ممبر چاہیئے

نواب یوسف علی خاں بہادر | جلد ۲ ، ۸ مئی ۱۹۵۷ء - شمارہ ۷

سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومتِ ہند کے سایہ میں

حضور نظام کی خفگی کے خیال سے سالار جنگ مرحوم کی دلی تمنائیں انکے سینے میں دبی رہیں

اس وقت نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کے حالات ہمارے پیش نظر ہیں۔ تاریخی ورق گردانی سے اور انکے عملی کارناموں سے انکی زندگی کا خاکہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ نواب صاحب ممدوح کی زندگی اپنے اندر حسن انفرادیت اور شانِ خصوصیت رکھتی ہے۔ اگر ان کی زندگی کے واقعات پر تدبر سے غور کیا جائے اور نظرِ بصیرت سے دیکھا جائے تو ان کی زندگی کے حالات نسبتاً زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز نظر آئیں گے۔ مورخ کی نظر صرف سیاسیات اور ملکی فضا پر پڑتی ہے افسانہ نگار کی مدِ نظر افسانہ تک محدود رہتی ہے لیکن صحیفہ نگار کردار کے ان گوشوں کو منظرِ عام پر لاتا ہے جو زندگی کا پس منظر ہوتے ہیں۔ یہہ ایک حقیقت ہے کہ صحافت نفسیات کی رصدگاہ ہے۔ مورخ بہت زیادہ ظاہرہ صورت گری سے کام لیتا ہے اور صحیفہ نگار ان چھپی ہوئی چیزوں کو باہر لاتا ہے جسے دیکھکر دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔

دُنیا میں ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز سے محبت ہوتی ہے۔ کوئی شخص اپنے بیٹے کو زیادہ چاہتا ہے کوئی اپنی اہلیہ کو کسی کو اپنے وطن سے والہانہ شیفتگی ہوتی ہے۔ غرض اس وقت ایک ایسی محبت کو پیش کیا جاتا ہے جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد اور نفسیاتی نزاکتوں سے بہت زیادہ قریب ہے۔ یہاں یہہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعض افراد واقعی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کیلئے خلق ہوتے ہیں۔

نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے والا یہی کہیگا کہ ان میں عام انسانوں سے زیادہ یہی ندرت پائی گئی کہ وہ حد درجہ کے خوددار غیرت و حمیت کے دلدادہ حوصلہ مند اور باہمت انسان تھے۔ یوں تو ہر ایک کو کہتے سنا "ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی"۔ لیکن اس پر عامل بہت کم نظر آئے۔ وقت پر کسی نے نہ تو تلوار منگوائی اور نہ ضامنی طلب کی۔ وقت پر ضامنی باندھنا اور اسلحہ خانہ سے تلوار منگوالینا اور بات ہے۔

سالار جنگ بہادر مرحوم اعلیٰ خاندان کے رکن رکین تھے جنہیں عزت بہت پیاری تھی۔ جب مدار المہامی کی خدمت سے آپ سبکدوش ہوئے اس کے ساتھ ہی عہدۂ وزارت ختم ہوا اور باب حکومت کا قیام عمل میں آیا آپ نے عہدۂ صدر اعظمی کو منظور نہ کیا۔ جب آبا و اجداد اور ان کے وقار کی ناقدری محسوس ہوئی انہوں نے اپنی روش بدلی اور احساس رنج و غم کو مٹانے مختلف پہلو نکالے۔ بچپن ہی سے نوادرات جمع کرنے کا شوق تھا آبا و اجداد کا جمع کیا ہوا نوادرات کا ذخیرہ جو پہلے ہی سے موجود تھا اسکو دیکھکر شوق تازہ ہوا دلمیں نئی تمنائیں کروٹیں لینے لگیں۔ بیکاری میں یہ شوق ابھرا

اور انکی زندگی کا تنہا مشغلہ بن کر رہ گیا - نوادرات پرکھنے میں انہیں کامل مہارت حاصل تھی - موتی اور جواہرات کی پرکھ میں یہ اپنی آپ نظیر تھے - ماہرِ خطاطی کے خط پہچاننے میں انہیں کمال حاصل تھا - خطاطی کا نمونہ دیکھتے ہی استاد کا نام بتا دیتے تھے - میر علی ہروی اور عبدالرشید دیلمی کا خط انہیں بہت پسند تھا - مشہور خطاط یاقوت المستعصمی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کو بڑی قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور اسکو حاصل کرنے لاکھوں کا ہدیہ دینے سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے - پرانی قلمی تصاویر کی نقل چاہے کتنی ہی مکمل کیوں نہ ہو انکی نظر نقلی ہونیکا ثبوت دیدیتی تھی اور جو اصلی فنِ مصوری کی تصویر نظر آتی وہ فوراً خرید لیتے تھے - قالین کے ٹانکے اور پھندنے دیکھکر اسکی ساخت کا پتہ لگا لیتے تھے -

غرض نوادرات میں ایسی کوئی شئے نہیں جو انہوں نے نہ لی ہو - قلمی کتابیں - خطاطی کے نمونے - مشرقی اور مغربی مصوری کے شاہکار - خوبصورت برتن - ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی چیزیں - فرنیچر - مجسمے - نایاب ہتھیار - صنعتی نادر نمونے جمع کئے اور اتنا ذخیرہ جمع کر لیا کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو تنہا بذاتِ خود اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہو -

نواب صاحب مرحوم کی دلی تمنا تھی کہ جمع کئے ہوئے نوادرات کو ایک مستقل وسیع عمارت میں سلیقہ سے رکھا جائے - اس خصوص میں کئی عمارتی نقشے تیار کروائے گئے - کبھی روسی شاہوں کے محل کے نقشے اور کبھی عظیم الشان مغربی عمارتوں کے نقشے زیرِ غور رہے - عجائب گھر کیلئے کبھی پونہ کبھی اوٹی کا خیال آیا اور کبھی حیدرآباد ہی میں اسکے قیام کا خیال ہوا - نواب صاحب جب چاہتے عمارت تیار ہو جاتی اور عجائب گھر کا قیام کوئی مشکل امر نہ تھا لیکن معلوم نہیں کیا خوف مانع ہوا کہ انکی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی - نواب صاحب کے قریب رہنے والوں کی زبانی اسکی وجہ معلوم ہوئی کہ نواب صاحب نے عجائب گھر

جو قائم نہ فرمایا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ اسوقت شہنشاہی اور شاہی مطلق العنانی کا دور تھا - اگر نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اپنے جمع کئے ہوئے نوادرات کو عجائب گھر کی شکل دیدیتے تو یہ ممکن تھا بلکہ اس کا یقین تھا کہ حکمران جمع کی ہوئی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے اور انہیں ان میں سے جو بھی چیز پسند آجاتی اخلاقی طور پر آن کی نذر کر دینی پڑتی - نواب سالار جنگ مرحوم کو جمع کئے ہوئے نوادرات اتنے عزیز تھے کہ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتے تھے - اور انھیں اس خصوص میں خاص طور پر حضور نظام کی خفگی کا بھی خیال تھا - وہ حضور نظام کو ناراض کرنا بھی نہ چاہتے تھے کہ بغیر اجازت آنکے کوئی کام انجام پائے اسلئے تمام نوادرات محلوں اور کوٹھوں میں اس طرح بند کئے گئے کہ دوسروں کو ان کی پوری طرح خبر ہونے نہ پائی - کوٹھوں میں جو نوادرات رکھے گئے وہ بھی اس طرح کہ نقلی چیزیں تو سامنے رکھی گئیں اور ان کے پیچھے اصلی اور بیش بہا چیزیں چھپا دی گئیں - ان کے انتقال کے بعد جب یہ کوٹھے کھولے گئے اور عجائب گھر کیلئے اشیاء چھانٹے گئے یہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ وار فیلڈ کے مشہور عالم کارخانے کے بنے ہوئے نفیس جھاڑ فانوس ادنیٰ قسم کے جھاڑ فانوس کے انبار میں چھپا دئے گئے تھے منگ دور کے لاجواب چینی کے گل دان اور مرتبان چینی کے معمولی ظروف کے پیچھے رکھے ہوئے تھے - ان کا بہترین فرنیچر سرور نگر کے محل میں رکھا ہوا تھا - کافور کی بو دینے والی بیش قیمت الماری ایک معمولی سی بڑی الماری کے پیچھے گرد سے اٹی ہوئی پڑی تھی - ان حالات سے اسکا یقین ہوا کہ واقعی نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کو اندیشہ تھا کہ آرٹ کا بیش قیمت خزانہ کہیں انکے ہاتھ سے نکل نہ جائے ایک حد تک ان کا یہ اندیشہ بے بنیاد بھی نہ تھا

نواب سالار جنگ نے قلب کی حرکت بند ہو جانے سے اچانک انتقال کیا - چونکہ ورثاء کے حقوق زیرِ بحث رہے حکومتِ ہند نے پوری جائداد

ایک وقف کمیٹی کے سپرد کردی اور نوادرات کو ترتیب دیکر ایک میوزیم کی شکل میں دو سال کی لگاتار محنت کے بعد قائم کردیا۔ اسطرح سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومتِ ہند کے سایہ میں بار آور ہوگئیں۔ اور ڈسمبر ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے مبارک ہاتھوں سالار جنگ میوزیم کا افتتاح دیوان دیوڑھی میں ہوا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومتِ ہند کے اس نیک اقدام سے سالار جنگ ثالث مرحوم کی قوت عزم و عمل کی یادگار قائم ہوگئی اور نوادرات کا چھپا ہوا خزانہ عوام کے سامنے آگیا جو اب کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا نہ کسی ہاتھوں برباد ہوسکتا ہے۔ حکومتِ ہند کا یہہ مستحسن اقدام واقعی قابلِ مبارکباد ہے —

مختصر خاندانی حالات

نواب سالار جنگ بہادر مرحوم

حقیقتیں خود بخود منکشف ہو جاتی ہیں اُن پر پردہ ڈالنے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے۔ آپ کا علمی اور عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر سب کو نظر آ رہا ہے جن حقیقت پسند نگاہوں نے ذی مرتبت ہستیوں کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا ہے وہ اس امر کی شہادت دیں گے کہ ذی مرتبہ امراء میں آپ کو ایک ممتاز درجہ حاصل تھا۔

آپ کے قومی خدمات اور مصروفیات کی خوبی یہی تھی کہ عوام کی علمی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کیلئے آپ نے جو اسباب مہیا کئے وہ رہتی دنیا تک مفید و کار آمد ثابت ہوں گے۔ اور آپ میں خاص خصوصیت یہ تھی کہ اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو دوسروں کے اشاروں پر صرف نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی وسعت نگاہ بہت بلند تھی۔ آپ بندگانِ خدا کی کراہتی ہوئی آوازوں پر بیچین ہو جاتے تھے۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ کے خاندانی خطاب ہی سے آپ کے خاندان کا پتہ چلتا ہے۔ آپ اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کی شہرت صرف ریاستِ حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں پھیل گئی۔

آپ کا سلسلۂ خاندان رسولِ خدا کے مشہور صحابی شیخ اویس قرنی رح سے پینتیسویں ۳۵ پشت میں ملتا ہے۔ اویس ثانی جو اویس قرنی کی دسویں پشت میں گذرے مدینہ منورہ میں اوقاف کے متولی تھے۔ اپنے فرزند شیخ محمد علی کے ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے۔ بیجاپور میں ۱۰۶۷ھ - ۱۶۵۶ء سکونت اختیار کی۔ شیخ محمد علی نے مُلّا احمد مدار المہام دربار عادل شاہی کی صاحبزادی سے شادی کی اور بیجاپور میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ کو دو فرزند ہوئے ایک شیخ محمد باقر اور دوسرے شیخ محمد حیدر

شیخ محمد باقر آپ نے ایک شریف الخاندان شیخ علیخاں کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ کچھ ہی دنوں بعد عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفےٰ خاں وزیر بیجاپور کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر سلطنت مغلیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری شاہ جہاں آباد اور کشمیر کی صوباتی کی خلعت عطا ہوئی اور اس کے بعد آپ کا تبادلہ ریاست نظام شاہی میں ہوگیا اور آپ دکن میں وارد ہوگئے۔ بمقام اورنگ آباد ۱۷۱۵ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند شیخ محمد تقی تھے۔

شیخ محمد تقی۔ آپ کو بعہد اورنگ زیب تین ہزار پیادوں کی افسری اور بہادر شاہ کے زمانہ میں پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوار کی افسری عطا ہوئی اور شاہ فرخ سیر کے عہد میں دربار کے معزز اراکین میں شامل ہوئے۔ اور بزمانۂ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول آپ تمام قلعہ جات کی فوج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۱۴۵ھ م ۱۷۳۲ء میں ہوئی۔

آپ کے فرزند شمس الدین محمد حیدر تھے۔

شمس الدین محمد حیدر اورنگ زیب نے بعہد طفولیت ہی میں سو پیادوں کی افسری پر مامور کیا جب آپ سن بلوغ کو پہونچے حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر کے حضور میں حاضر کئے گئے۔ یہاں آپ کو دو سو سواروں کی افسری اور فیل خانہ نگرانی عطا ہوئی۔ بعد تین سو پیادوں کی افسری زیادہ کی گئی۔ جب آصفجاہ بہادر دہلی تشریف لے گئے تھے تو آپ عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے تھے۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد آپ کی افسری پانچسو کی ہوئی اور حیدر یار خاں خطاب مرحمت ہوا۔ رفتہ رفتہ آپ کو پندرہ سو پیادے اور پانچسو کی افسری عطا ہوئی۔ امیر الملک صلابت جنگ بہادر کے عہد میں پانچ ہزار پیادے چار ہزار سوار خلعت پالکی۔ نشان نوبت۔ منیر الدولہ اور شیر جنگ خطاب مرحمت ہوا اور مصاحب آصفجاہ مقرر ہوئے اس کے بعد سات ہزار پیادے۔ سات ہزار سوار اور منیر الملک کے خطاب سے سرفرازی ہوئی۔ ترقی کرتے کرتے دیوان سلطنت دکن مقرر ہوئے۔ بوجہ پیرانہ سالی اورنگ آباد میں آپ نے سکونت اختیار کی لیکن نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی مغفرت مآب نے آپ کو اورنگ آباد کی نظامت پر مقرر فرمایا۔ ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷۷۵ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا آپ کے دو فرزند تھے (۱) صفدر خاں (۲) تقی یار خاں۔ تقی یار خاں کا انتقال باپ کے مرنیکے سات سال بعد ہوگیا۔

صفدر خاں بعہد نظام علی خاں بہادر آپکو دو سو روپیہ کی منصب اور داروغۂ فیل خانہ کا عہدہ عطا ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کے زمانہ میں تین ہزار پیادہ اور سو سواروں کی افسری عطا ہوئی۔ امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد میں اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ تین ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار نوبت و نشان سے عزت حاصل کی ۱۱۷۲ھ میں غیور جنگ اور اشجع الدولہ کا خطاب پالکی اور منصب پنجہزاری تین ہزار سوار اور اشجع الملک ۱۲۰۵ھ ۱۷۹۰ء میں خان خاناں کا خطاب عطا ہوا اور دیوانی صوبجات دکن پر مقرر ہوئے۔ اور اسی سال آپ نے وفات پائی آپ درگاہ قلی خاں موتمن الدولہ خان دوراں سالار جنگ مرحوم کے داماد تھے۔ آپ کے چار فرزند محمد تقی خاں حسن رضا خاں۔ علی زمان خاں اور امین الملک تھے

علی زماں خاں بعہد حضرت غفران مآب آپ کو خطاب ملکی۔ منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار علم و نقارہ۔ نشان و نوبت۔ عماری و پالکی خدمت بخشی گیری بادشاہی عطا ہوئی۔ آپ نے میر ابوالقاسم میر عالم مرحوم مغفور کی چھوٹی صاحبزادی سے شادی کی اور بعد انتقال میر عالم مرحوم و مغفور (مدار المہام وقت) آپ دیوانی کی خدمت سے سرفراز ہوئے اور بعہد ناصر الدولہ بہادر آپ کو خطاب امیر الامرائی ہوا۔ آخر کار ۷ شعبان ۱۲۴۸ھ میں وفات پائی آپ کے چار فرزند صفدر علی خاں۔ محمد علی خاں۔ عالم علیخاں اور چوتھے اکرام الدولہ تھے۔

محمد علی خاں آپ علی زمان خاں کے دوم اور صفدر خاں کے پوتے تھے آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی سید کاظم علی خاں مختار الدولہ (جد اعلیٰ نواب شہاب جنگ مرحوم سابق وزیر تعمیرات و کوتوال عام سلطنت آصفیہ) کی صاحبزادی سے ۱۸۴۹ء میں ہوئی جن کے بطن سے نواب تراب علی خاں بہادر مرحوم و مغفور سر سالار جنگ اول مختار الملک (جی سی ایس آئی) پیدا ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا۔ نواب تراب علی خاں بہادر نہایت کمسن تھے۔

نواب تراب علی خاں بہادر سالار جنگ اولیٰ

آپ نواب محمد علی خاں کے اکلوتے بیٹے اور علی زماں خاں کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ م جنوری ۱۸۲۹ء میں ہوئی چونکہ نہایت کمسنی میں آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ کے عم بزرگوار نواب عالم علیخاں مرحوم سراج الملک نے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ آپ کی انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ آپ اپنے چچا کے عہد وزارت میں ۱۲۶۳ھ میں تلنگانہ اور تعلقہ کے تعلقدار مقرر ہوئے۔ نواب سراج الملک کے انتقال کے پانچویں روز ۲۱ شعبان ۱۲۲۹ھ کو پیشگاہ سلطانی سے خلعت وزارت عطا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا ہندوستان کی قومی ارتقائی منزلیں تنزل پذیر تھیں۔ انسانی چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ سیاسی انتشار اور افراتفری کا زمانہ تھا۔ ہر طرف نظم و نسق کی بدنظمی تھی۔ خزانۂ شاہی خالی ہو چکا تھا۔ اتنی بھی خزانۂ شاہی میں گنجائش نہ تھی کہ ملازمین کو تنخواہ ایصال کی جاتی۔ شاہی اقرباء اور منصبدار بھی اس مصیبت سے مستثنیٰ نہ تھے۔ شاہی جواہرات بتوسط گورنمنٹ انگلستان بغرض رہن بھیجدیئے گئے تھے مقامی ساہوکاروں کا (۲٫۷۰۰۰۰۰۰) دو کروڑ ستر لاکھ کا قرضہ واجب الادا تھا۔ یہ ایسے امور تھے اس کی سنبھال مشکل تھی لیکن سر سالار جنگ اول نے اپنے حسن تدبر سے اس بدنظمی کو حسن و خوبی کے ساتھ سنبھال لیا۔ ایک ایسا دستور مرتب کیا کہ جس کی روشنی میں موجودہ حکومت کا نظام بھی قائم رہے۔

اگسٹ ۱۸۶۴ء میں مجلس مالگذاری کا قیام عمل میں آیا ۱۸۶۷ء میں ضلع بندی ہوئی۔ پانچ صوبے اور سترہ اضلاع قائم ہوئے اور ریاست کا ایک تہائی حصہ مرفہ الحال میں شامل ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں صدر المہامین اور وزراء کا تقرر عدالت۔ مال۔ کوتوالی اور متفرق شعبوں کیلئے عمل میں آیا۔ اور ان خدمات کیلئے امراء و شرفاء منتخب ہوئے جنہیں قابل ذکر (۱) نواب بہرام الدولہ بہادر مرحوم مکرم الدولہ مرحوم۔ شمشیر جنگ مرحوم اور شہاب جنگ مرحوم ہیں۔ فروری ۱۸۶۹ء نظام افضل الدولہ بہادر کا انتقال ہوا اس وقت نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی عمر تین سال کی تھی۔ یہ سالار جنگ بہادر کا سیاسی تدبر تھا کہ افضل الدولہ بہادر کے انتقال کے بعد ہی نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی شاہی کا اعلان کر دیا گیا اور ریاست کے انتظامی امور سر سالار جنگ اول مرحوم اور نواب شمس الامراء کے سپرد ہوئے نومبر ۱۸۷۵ء میں سر سالار جنگ بہادر اور چند امراء پرنس آف ویلس کے خیر مقدم کیلئے منجانب حضور نظام وکالتاً بمبئی روانہ ہوئے۔ پرنس آف ویلس نے ایک تلوار جس کے قبضہ پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ایک جڑاوی انگوٹھی ایک تمغہ طلائی جس پر شہزادہ کی تصویر کندہ تھی عطا کی ۱۸۷۶ء میں سر سالار جنگ کو ستارہ ہند ([illegible] of India) کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ اسی سال آپ انگلستان بھی تشریف لے گئے۔ آپ کو آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف سیول لاء ڈی۔ سی۔ ایل کی ڈگری عطا ہوئی۔ اور سوا دو ماہ تک مختلف ملکوں کی سیاحت کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔ ڈسمبر ۱۸۷۶ء میں حضور نظام نواب میر محبوب علی خاں کے ہمراہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کے جشن تاجپوشی میں شرکت کیلئے دہلی روانہ ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں نواب شمس الامراء کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد نواب وقار الامراء سر سالار جنگ اول کے شریک رہے ۱۸۸۱ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو کل انتظام تنہا سالار جنگ اول ہی کے سپرد رہا۔ ۱۸۸۳ء میں ڈیوک جان میلکن برگ کو تالاب میر عالم پر مدعو کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد جب سالار جنگ اپنے محل کو واپس ہوئے ان کی حالت غیر تھی۔ مرض ہیضہ میں مبتلا ہو چکے تھے ۸ فروری ۱۸۸۳ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

اولاد دو صاحبزادیاں موسومہ بڑی صاحبزادی جو نواب محرم الدولہ بہادر خلف مبصر الدولہ سے اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ نواب بہرام الدولہ مرحوم خلف نواب سطوت جنگ بہادر سے بیاہی گئیں۔

آپ دو صاحبزادے نواب لائق علی خاں بہادر اور نواب سعادت علی خاں بہادر چھوڑ گئے تھے۔

نواب لائق علی خاں مرحوم سالار جنگ ثانی

آپ کی ولادت ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا انتظام محل ہی میں ہوا۔ اس کے بعد آپ مدرسۂ عالیہ میں شریک ہوئے جب اردو فارسی کی تعلیم مکمل ہو چکی ۱۸۸۰ء میں انگریزی تعلیم کیلئے آپ انگلینڈ روانہ ہوئے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی میں آپ کی قابلیت مسلم رہی جب آپ کے والد سر سالار جنگ اول کا ۱۸۸۳ء میں انتقال ہوا دو سال کے بعد لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند غفران مکان کے مسند نشینی کی رسم میں شریک ہوئے اور اس مبارک رسم کے موقع پر اسی روز آپ کو عہدہ دیوانی اور خاندانی خطابات سے نیز عماد الملک کے معزز خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ آپ کو غفران مکان رح بہت عزیز رکھتے تھے۔ غفران مکان رح کی خاص عنایتوں کو دیکھکر حاسدین کے ایک گروہ نے فتنہ پردازی کا رنگ اختیار کیا اور اس فتنہ پردازی کی وجہ بددلی کا یہ عالم ہو گیا کہ آپ اپریل ۱۸۸۷ء میں خدمت مدار المہامی سے مستعفی ہو گئے اور ساتھ ہی آپ مغربی ممالک کو روانہ ہوئے انگلستان میں شاندار طریقہ پر آپ کا استقبال ہوا۔ ملکہ معظمہ نے آپ کو ماہ اگسٹ ۱۸۸۷ء میں کے سی آئی ای کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اعزاز کو دیکھکر مخالفین کے دلوں پر سانپ لوٹ گئے اور غفران مکان رح بھی حقیقت حال سے واقف ہو چکے لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور آپ ۷ رجولائی ۱۸۸۹ء میں عین عالم شباب میں جبکہ آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی اس دنیا سے سدھارے۔ اگر آپ اور کچھ دن زندہ رہتے تو حاسدین کے چہروں پر سے فتنہ پردازی کے نقاب الٹ جاتے اور آپ یقینی پھر عہدۂ وزارت پر رہ کر اپنی لیاقت کے جوہر دکھاتے لیکن آپ کے ناگہانی انتقال سے غفران مکان رح کو دلی صدمہ ہوا

شادی اور اولاد نواب لائق علی خاں بہادر سالار جنگ ثانی نے آقا ابوالحسن مرحوم ابن آقا سید عبداللہ حسینی کی دختر نواب زینب بیگم صاحبہ سے جو نواب منصور الدولہ کرار جنگ ثانی کی نواسی اور مولوی سید عبداللہ صاحب کی بہن ہوتی تھیں شادی کی۔ ان کے بطن سے نواب یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ ثالث پیدا ہوئے

نواب یوسف علیخاں بہادر سر سالار جنگ ثالث

آپ یوم جمعہ ۱۴ رشوال ۱۳۰۶ھ م ۱۳ رجون ۱۸۸۹ء پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ایک سال ہی کے اندر آپ اپنے چچا نواب منیر الملک کے سایہ سے محروم ہو گئے جنہیں بھائی کے مرجانے کا بے حد صدمہ ہوا تھا اور مرض دق میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وقت دختر منیر الملک نواب کریم النساء بیگم صاحبہ کی عمر پانچ سال کی تھی یہ حادثات ایسے جانکاہ تھے کہ ایک ماہ کے بھتیجے اور پانچسالہ معصوم یتیم بچی کی پرورش محال تھی۔ نواب یوسف علی خاں بہادر اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پاتے رہے اور کریم النسا بیگم صاحبہ اپنی خالہ نور النسا بیگم بڑی صاحبزادی نواب سالار جنگ اول کے زیر نگرانی رہیں مسز پورلیں نواب یوسف علی خاں بہادر کی نرس تھیں اور کریم النساء بیگم کی انگریزی اتالیق مس اپونس اور عربی اتالیق فاطمہ بی تھیں۔ غفران مکان رح نے سر سالار جنگ ثالث کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ آپ نے مذہبی تعلیم مولوی آقا حیدر صاحب کے والد محمد مہدی حسن صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ نواب سالار جنگ بہادر

نے آقا حیدر صاحب کو سرکار عالی کی ملازمت ترک کرواکر اسٹیٹ کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر فرمایا (صاحب موصوف اب مہتم بازارات ہیں اور دیگر شعبہ جات ان کے تفویض ہیں)۔ جب آپ نے گھر کی تعلیم و تربیت سے فراغت حاصل فرمائی تو آپ کو مدرسہ عالیہ میں شریک کیا گیا۔ سولہ سال کی عمر تک آپ تعلیمی مشاغل میں مصروف رہے طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے اپنے اخلاق سے ہم مدرسہ طلبا کو گرویدہ بنالیا تھا۔ کل اساتذہ خصوصاً مسٹر لبسٹن پرنسپل نظام کالج آپ کی ذہنیت اور خوبیوں کے معترف رہے۔ بعد فراغت تعلیم حسب فرمان غفران مکان آپ کی جاگیرات کے کاغذات آپ کے اجلاس پر پیش ہونے لگے۔ ۱۹۱۳ء میں سلطان العلوم نواب عثمان علی خان بہادر نے آپ کے اسٹیٹ سے سرکاری نگرانی برخاست فرماکر کل اقتدارات مرحمت فرمائے آپ نے اپنے جاگیر کے نظم ونسق کو خوبی سے انجام دیا۔ اسی سال خدمت مدارالمہامی پر آپ مامور ہوئے اور تقریباً ڈھائی سال بحیثیت مدارالمہام کارگذار رہے۔ آپ نے اپنے زمانۂ مدارالمہامی میں کئی جدید محکمہ قائم فرمائے۔ نونہالان و نوجوانان ملک کی تعلیم کی جانب خصوصیت سے توجہ فرمائی۔ وسائل آبپاشی اور آبرسانی کو وسعت دیگئی۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے استعفاء پیش کردیا اور خدمت مدارالمہامی سے سبکدوشی حاصل فرمائی۔ اس کے بعد بھی آپ قومی خدمات سے غافل نہ رہے۔ کبھی ذاتی امداد سے دریغ نہ فرمایا۔ مدرستہ العلوم علی گڑھ کیلئے بارہ سو روپیہ سالانہ جو آپ کے جد امجد.... مقرر فرمائے تھے آپ نے جاری رکھے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے آپ نے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرماکر علم دوستی کا ثبوت دیا۔ نوادرات کے جمع کرنے کا جو ذوق آپ کو رہا اداریہ میں خیالات کا اظہار کردیا گیا

صنعت وحرفت اور تجارتی ترقی کا ہمیشہ آپ کو خیال رہا کئی کارخانوں کی آپ نے سرپرستی قبول کی ۱۹۲۰ء میں آپ .... یورپ تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ عراق عرب و مصر۔ شام و بیروت۔ بیت المقدس اور ایران تشریف لے گئے۔ زیارت مقامات مقدسہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں پھر آپ یورپ تشریف لیگئے چھ ماہ وہاں رہ کر بصحت و عافیت واپس ہوئے۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۴ھ آپ کی پھوپی نورالنساء بیگم صاحبہ بنت نواب مختارالملک سرسالار جنگ اول محل نواب مکرم الدولہ مرحوم نے انتقال کیا۔ اس وفات سے آپ کو دلی صدمہ ہوا ابھی اپنی پھوپی کا غم کئے ہوئے ایک سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آپ کی والدۂ مہربان کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی صحبت میں ہمیشہ فقہا شعراء صحیفہ نگار اور علماء رہتے تھے۔ آپ مدبرین علماء اور مجتہدین کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کے در سے غرباء مساکین۔ بیوہ عورتیں۔ یتیم بچے کبھی خالی نہ گئے اور ہمیشہ مستفید و فیضیاب ہوتے رہے ایک وصیت جو قومی خدمات مذہبی علماء۔ مجتہدین۔ عاشور خانہ جات۔ مذہبی علمی ادارہ جات کی امداد بجنسہ جاری رکھنے آپ نے اپنے انتقال سے دوسال قبل اپنے استادزادہ سید آقا حیدر صاحب سے ایک فہرست مرتب کرواکر خود دستخط بھی مزین فرمائی۔ اس عمل کا وصیت نامہ سے تعبیر کیا جانا غلط نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اس وصیت کی رو سے مجتہدین۔ متولیان عاشور خانہ جات مذہبی۔ بانیان ادارہ جات علمی اور قومی صحیفہ نگار ہی حقدار ہیں۔ اگر حسب وصیت عمل ہو تو مرحوم کی روح شاد ہوگی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا یکایک قلب کی حرکت بند ہونے کے باعث ۱۹۴۹ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے انتقال کی خبر جب شہر میں پھیلی تو تمام شہر میں غم ورنج

عظیم الشان سالار جنگ میوزیم

سیر و سیاحت کی دنیا میں انسان کی عقل و فراست کے خزانے جہاں قدم قدم پر بکھرے ہوئے پڑے ہیں سائنسدانوں۔ ادیبوں۔ فنکاروں اور مفکرین کے خیالات سے ڈھلے ہوئے مجسمے ہیں کہیں تو کہیں عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے عجیب و غریب نمونے پیش کرتے ہیں۔ ایکیتھ اور ایلورہ کے محیر العقول پتھر کی تراشی ہوئی مورتیں انسانی زندگی کی عظمت و بزرگی کہیں پتہ دیتی ہیں تو کہیں فنکار کی اعلیٰ صلاحیتوں پر بے ساختہ کلمۂ تحسین کے لئے مجبور کرتی ہیں۔

دنیا کے ہر خطہ میں ہمیں اس قسم کے نمونے نوادرات ملتے رہیں گے۔ لیکن ان ساری یادگاروں۔ مجسموں اور قابل تحسین نمونوں کا عہد قدیم کی غمازی کرنا شخصی جستجو کا نتیجہ نہیں بلکہ کسی شاہ یا کسی مملکت کی کوششوں کا نتیجہ رہا ہے

ہندوستان کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ریاست حیدرآباد کے ایک رئیس کی اعلیٰ فکر کا نتیجہ دنیا کے عجائبات۔ نوادرات کا جمع کرنا ہے جو دنیا کے کسی گوشہ میں ایک شخص کی صلاحیتوں کا نتیجہ ہو۔ سالار جنگ میوزیم دنیا کی عجائبات کا ایک ایسا انمول خزانہ ہے جو ایک سیاح کو دنیا کے عجائبات کی سیر کراتا ہے ایک سیاح کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی مسرت نہیں ہوسکتی کہ وہ ساری دنیا کے عجائبات کو ایک جگہ دیکھ لے سالار جنگ بہادر کے ذوق سلیم نے ہندوستان میں ایک ایسے میوزیم کی ابتداء کی جسکو دیکھنے کے بعد روس امریکہ اور انگلستان کے سیاح بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ ان کیلئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ یہ ساری دنیا کا ذخیرہ ایک شخص کے ذاتی ذوق کا مجموعہ ہے۔

فن اور آرٹ

دنیا کے مصوروں اور عکاسی کے فن کاروں کے احساسات۔ تخیلات اور تصورات کو دیکھنا ہو تو سالار جنگ میوزیم کی سیر ضروری ہے جہاں ایرانی مصور بہزاد کے شاہکار۔ عمر خیام کی رباعیات کا مرقع۔ روبنس۔ رافیل۔ ویلاس کیوز۔ ماشی ڈے۔ عبدالرحمٰن چغتائی کے ترقی یافتہ تخیلات انسانی نظر کو متحیر کرنے والے مشرقی اور مغربی مصوری کے نایاب نمونے نظر آتے ہیں۔

● مصر کے بادشاہ۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون اور اس کی بیوی کی ایک تصویر ہے جسے دیکھکر فرعون کا انجام سامنے آجاتا ہے اور فرعون صفت انسان کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ مغل بادشاہوں۔ شہزادوں۔ شہزادیوں۔ قطب شاہی بیجاپور کے عادل شاہی بادشاہوں۔ شاہان آصفیہ اور سالار جنگ کے خاندان کے مختلف افراد کی بڑی بڑی تصویریں۔ جہانگیر کا دربار نور جہاں کا پھول جھڑی چھوڑنے کا منظر صناعی کے لحاظ سے لاجواب ہیں

● درباری مصور وینکٹ چیلم کی بنائی ہوئی نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی مرحوم کے شکار کے جلوس کی دو بڑی تصویریں دیکھنے کے قابل ہیں جنہیں دیکھکر یہ مصرع زبان پر بے ساختہ آجاتا ہے ؎ خاک میں کیا صورتیں ہونگیں جو پنہاں ہوگئیں

● ایک حساس دل شکست خوردہ دارا کی ماں اور فاتح سکندر کی کہانی والی تصویر دیکھکر گنگناتا ہے۔ ؎

یوں ہی دنیا بدلتی ہے اسی کا نام دنیا ہے۔

غرض ان تصاویر کے دیکھنے سے تصورات کی دنیا نے آتا ہو جاتی ہے

حسن زیر نقاب

پتیلی - پلاسٹر - سنگ مرمر اور لکڑی کی مجسمہ سازی

● ایک مجسمہ "نقاب پوش راشیل" کا جسے ۱۸۷۶ء میں روما کے مجسمہ ساز بنزوتی نے تیار کیا ایک نادر شاہکار ہے۔ نقاب پوش راشیل کا جسم ایک دبیز کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس مجسمہ کے گداز جسم اور جسمانی تناسب کو اس خوبی سے نمایاں کیا گیا ہے کہ اب بھی بنزوتی کی روح خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔

● ایک ہی لکڑی کی بنی ہوئی مورتی عجیب و غریب مظاہرہ کی حامل ہے۔ ایک طرف سے دیکھیں تو مردانہ شجاعت نظر آتی ہے اور دوسری سمت سے حسن صنف نازک کی دلفریبی اور رعنائی دکھلائی دیتی ہے۔

● لکڑی کے ایک ہی ٹکڑے سے ایک اطالوی فنکار نے میفسٹو (خبیث شیطان) اور اسکی ہیروئن مارگریٹا (فرشتہ خصلت) کی کہانی پیش کی ہے۔ اس شاہکار کو دیکھکر یورپ اور جرمنی کے مشہور ادیبوں اور شعراء نے طبع آزمائی کی ہے۔

اسلحہ جات

موجودہ زمانہ میں جسمانی قوت کا نقص دور کرنے ہوائی جہازوں کی بمباری۔ لوہے کے ٹینکس (دبابوں) کی یلغار مشین گنوں کی آتشباری نے محشر بپا کر رکھا ہے قدیم زمانہ میں جنگ وجدل کا مظاہرہ جسمانی قوت پر موقوف تھا اور اس مظاہرے کے آلات تلوار۔ خنجر۔ برچھے۔ بھالے۔ گرز۔ کٹار۔ پیش قبض تھے جنھیں دیکھکر قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور سپاہیوں کی شجاعت اور دلیری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ● ایک تلوار ایسی ہے جس کی ساخت میں سونا شریک ہے جس کا عقدہ یورپ کے سائنسدان اول سے بھی سمجھ میں نہ آسکا۔ اس کے پھل کا وزن دس تولہ سے زائد نہ ہوگا اس کا قبضہ نہایت خوشنما ہے۔

● سلطان ابوالحسن تاناشاہ کی ایک تلوار ہے جو جواہرات سے مزین ہے۔ ● بہادر اور جانباز ٹیپو سلطان (جس نے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیے اور جس کی مزار آج تک عظمت و وقار کی یادگار ہے) ایک تلوار آرے جیسی دندان نما ہے ● ایک خنجر شہنشاہ جہانگیر کا بیش قیمت ہیرے جواہرات سے مرصع ہے۔ ● ملکۂ نورجہاں کا ایک خوبصورت خنجر ہے جس کے یشب کے دستے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے ہیں جس کو دیکھکر قدیم تاریخی دور یاد آجاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں عورتیں بھی فنون جنگ سے واقف تھیں اور ان میں بھی بہادری دلیری کے جذبات تھے جو آجکل مردوں میں نظر نہیں آتے ● برتن توڑ نیکے۔ کاغذ لپیٹ کر کسی درخت میں دھنسا دینے کے۔ جانور کو زخمی کرنے کے آدمی کو ہلاک کرنے کے پیکان۔ خدنگ اور سوفار ہیں یہ وہ ہتھیار ہیں جن سے تاریخی روایات وابستہ ہیں۔

نادر ظروف

● عرض بیگی خاندان کے دو سبز رنگ کے کٹورے چار انچ قطر کے جس پہ چاندی کا کام ہے قابل دید ہیں۔

● ایسی متعدد غوریاں Poison plates جن کا رنگ نمک اور ترشی سے اور جن پر زہر آلود چیز رکھدی جائے تو تبدیل ہو جاتا ہے موجود ہیں۔ ● عہد منگ اور سنگ بادشاہوں کے ڈرسڈن۔ وج وڈ۔ پلے متھ۔ واٹر فلیڈ اور پورٹ لینڈ کے صنعتی کارخانوں کے برتن۔ رکابیاں۔ کٹورے۔ گلدان۔ ساغر و مینا۔ بلور کے جھاڑ۔ فانوس

● ان کے علاوہ مختلف ملکوں کے بنے ہوئے دھاتی برتن سونے چاندی کے گل کار خوبصورت برتن اور جنوبی ہند اور تبت کے دھاتی ظروف۔ نازک گردن والی صراحیاں آفتابے

دیکھنے کے لائق ہیں ● خصوصاً شہنشاہ جہانگیر کا طلائی ساغر ایک تاریخی یادگار ہے ان ظروف کے سکشن ہی میں ● ترکی، عراق، حجاز، ایران، مصر و شام اور ہندوستان کے تیار کردہ خوبصورت حقوں (کی انجمن) کا مجموعہ موجود ہے ● جنھیں دیکھکر قدیم زمانہ کا شوق یاد آجاتا ہے اور دو کش کھینچ لینے جی چاہتا ہے۔

مخمل و مشجر

● کاشان کے مخملی - کرمانی مشجر کے قالین - تبریز، شیراز بخارا، اصفہان اور ہرات کے ریشمی سنہرے بارڈر کے قالین اتنے عمدہ اور دیدہ زیب ہیں کہ کچھ دیر ان پر لوٹ جانے دل چاہتا ہے ● ایک قدیم زرین مسند کی جوڑ جس پر زر کا ابھرا ہوا کام کیا گیا ہے موجود ہے جس کو دیکھکر امراءِ دکن کی عظمت اور انکی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگتی ہے ؎

اسے اہل نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

قدیم تمدن کی ایک جھلک

ہندوستانی زرکار اور قیمتی لباس انگرکھے وغیرہ کو دیکھکر غیرت و حمیت اور قدیم تمدن کی یاد تازہ ہوجاتی ہے - یہ افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ڈھاکے کے مہین ململ کے بنے ہوئے قدآور انگرکھے ایک مٹھی میں آسکتے ہیں ان کپڑوں میں چوبیس گز کا ایک نایاب زربفت کا پارچہ ہے جو بہت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اس کے علاوہ کشمیری شالوں کے متعدد قیمتی نایاب نمونے بھی موجود ہیں۔ ٹیپو سلطان کی ایک پگڑی ہے جو انگریزوں سے برد آزمائی کے وقت پہنی تھی۔

خزانۂ علم

میوزیم کا ایک دلچسپ گوشہ مذہبی، معاشرتی، معاشی، صنعتی، تجارتی، ادبی، علمی لغتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں ادیبوں، سخن فہم اور سخن سنجوں کو دعوت عام ہے ● قرآن شریف مطلع ۳۰ ورقی جسے محمد حسین صاحب لاہوری نے لکھکر فن خطاطی کو ختم کردیا۔ اس پر طلائی کام منقش جدول کشمیری جلد سے فنکاری کو چار چاند لگ گئے

● ایک قلمی قرآن پانچ ترجمہ کا ہے۔ جسکا رسم الخط ثلث ہے اور یہ ۹۵۹ھ کا ہے ● ایک قرآن یاقوت المستعصمی بن عبداللہ رومی کے ہاتھ کا (جو آخری عباسی خلیفہ بغداد المستعصم باللہ کے دربار کا خطاط تھا) لکھا ہوا ہے اس نسخے کی جلد بھی نہایت درجہ منقش اور خوبصورت ہے

● ایک پورا قرآن شریف (۲ انچ x ۱ انچ x ۱/۲) کی سائز پر لکھا ہوا ہے - ● ایک قرآن مطلع ایک ریشمی چادر پر جس کو تسبیح کہتے ہیں لکھا ہوا ہے یہ بھی یاقوت مستعصم کے خط سے مشابہ ہے۔ صندل کی لکڑی کے رولر پر لپٹا ہوا اور تانبے کے کیس میں ہے

● کتابوں میں ایک نادر کتاب "علم الاعاقیر" امام محمد باقر علیہ السلام کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی خط کوفی میں جس کا حجم ۶ انچ اور ۹ انچ ہے جسے اونٹ کی جھلی پر لکھا گیا ہے - دوسری ایک کتاب "الدعا والدعا" امام زین العابدین علیہ السلام کی لکھی ہوئی اور جو ابوالحسن تاناشاہ کے کتب خانہ سے لائی گئی اور جس پر سنہری کاشی کا کام ہے دیکھنے کے قابل ہے ● ایک کتاب روضۃ الصفا مشہور خطاط میر علی ہروی کی لکھی ہوئی ہے جسمیں بہزاد کے قلم کی اعجاز نما تصاویر موجود ہیں۔ ● لوائح جامی کا ایک قلمی نسخہ میر عماد قزوینی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ وہ خطاط تھا جس کا شہنشاہ شاہجہاں شیدائی تھا۔ غرض کتب خانہ میں نادر اور کمیاب کتابیں موجود ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست مرتب کرنے کیلئے ایک مستقل عملہ کارگذار ہے۔ فہرست کا کچھ حصہ شائع ہوچکا اور بہت کچھ باقی ہے۔ اس شعبہ کے تفصیلی حالات متعدد اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں جو قابلِ توجہ اور قابلِ اصلاح ہیں۔

فنون لطیفہ اور فن نجاری

یورپ - چین - جاپان - ترک - مصر اور ہندوستان
تمام ملکوں کا تیار کیا ہوا فرنیچر - صوفے - میز - کرسیاں - ڈریسنگ
ٹیبل - کندہ کاری سے ششدر ے - روغنی کیبنٹ -
دلفریب کشتیاں - دمشق کا بنا ہوا سیپ کا فرنیچر - کوچین کی
بنی ہوئی کرسیاں - اخروٹ کی بنی ہوئی کشمیری نفیس تپائیاں
ٹیپو سلطان کی ہاتھی دانت کی کرسیاں - کافور کی بو دینے
والی الماریاں - غرض دنیا کے ہر ملک کا فرنیچر کثیر تعداد میں
رکھا ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے فرنیچر جمع کرنے کا نواب
سالار جنگ مرحوم کو بیحد شوق تھا -

بچوں کے دلچسپ کھلونے - ایک دلچسپ مضمون

میوزیم میں جہاں فن کاروں - ادیبوں - شعراء
نوجوان طلبا کیلئے نوادرات کا ذخیرہ موجود ہے - بچوں کی
دلچسپی کا کافی سامان بھی موجود ہے - کہیں فوجیوں کے دستے
کھڑے ہیں تو کہیں میدانِ جنگ کا منظر ہے - ایک طرف
کھلونے کی ریلیں - چھوٹے چھوٹے اسٹیشن - چھوٹی چھوٹی
پٹریاں اور سگنل جما کر رکھے گئے ہیں - ایک جانب دیہاتی
مکانات کے ماڈلس موجود ہیں - بچے تو مکانات کے ان
ماڈلس کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں - والدین اور سرپرستوں کو
یہ کھلونا دیکھنے سے قدیم تمدن اور معاشرت کی یاد تازہ
ہو جاتی ہے - تاریخ کی روشنی میں اتحاد و یگانگت کا زمانہ
یاد آجاتا ہے کہ جس زمانہ میں کوئی تفرقہ نہ تھا - قحط سالیوں
کا دور نہ تھا - بیماریوں کا قلع قمع قدرتی طور پر ہوتا تھا
طمع و حرص کے دروازے بند تھے - ہر فرد اپنے مشغل میں
مصروف تھا - اس لئے نہیں کہ روپیہ کمائے بلکہ اس لئے
کہ وہ قوم کے کام آئے - صنعت و حرفت ہو کہ تجارت یا
زراعت ہر کام میں اہلیت و حقیقت کا رنگ تھا اور کمال
روحانیت کا ظہور - انسانی چہرے ہنستے ہوئے نظر آتے
تھے - فکر و الم کا نشان نہ تھا - لب مسکراہٹ اور تبسم کیلئے
وقف تھے - مکاری کے خیالات دماغوں میں نہ تھے
آپسمیں ملاقاتیں تھیں مگر غرضمندانہ نہیں - صحبتیں تھیں مگر
غیبت و بدگوئی سے مبرا - کیسی خوش نصیب گھڑیاں تھیں کہ
ہر طرف سکون ہی سکون تھا -

اِس سکون کو کس نے تباہ کیا ؟

آسودہ زندگی کس لئے فرسودہ ہوگئی ؟

اس ہماری آسودہ زندگی کو مغربی بادِ مرصر کے جھونکوں
نے تباہ کیا - تہذیب بدلی - رنگ بدلے - تمدن و معاشرت بدلی
قناعت رخصت ہوئی - خواہشات میں اضافہ ہوا - آزادی
سلب ہوئی - اتحادِ عمل رخصت ہوا - تکمیلِ خواہشات کی خاطر
وہ سب کچھ ہوا جو نہ ہونا چاہیئے تھا -

اس سلسلے میں بعنوان " دنیا کی کایا پلٹ " مضمون
عنقریب آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمایئے - پھر ہم اپنے
ناظرین اور نونہالوں کو میوزیم کے نوادرات کی طرف متوجہ
کرتے ہیں - اِن کھلونوں کے سکشن میں دہلی - لکھنؤ
نرمل اور دوسرے مقاموں کے دلچسپ کھلونے موجود ہیں
ان نظر فریب عجائبات میں عجیب نایاب گھڑیاں بھی موجود
ہیں جن سے وقت ماہ و سال کا علم ہو جاتا ہے - ایک گھڑی
ایسی موجود ہے کہ اس کی ساخت ہی میں ایک کھلونا نما گھنٹہ
بجانیوالا (Time Keeper) ہے جو ٹھیک وقت پر
گھنٹے بجاتا ہے اور سجا جاتا ہے - غرض کہ تمام نوادرات
دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - اس میوزیم کیلئے مکمل میوزیم
گائڈ کی ضرورت ہے کہ دیکھنے والوں کی دلچسپی اور میوزیم کی
شہرت میں اضافہ ہو - میوزیم گائڈ کس طرح مرتب ہو -

اسی سلسلہ میں

آئندہ شمارہ میں " میوزیم نمبر " نمونتاً پیش کیا جائیگا -
امید کہ ارکان کمیٹی ہماری تحریک کو قبول فرمائیں گے -

ناظرین پیغام

ورثاء سالار جنگ بہادر

نواب تراب یار جنگ بہادر نواب سالار جنگ ثالث مرحوم کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ آپ کے دل میں قومی جذبہ ہے۔ آپ علم دوست ہیں آپ کا علمی ذوق و شوق قابل قدر ہے۔ آپ کو شعر و سخن سے خاص دلچسپی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی۔ خوش مزاجی اور ہمدردی کی عام شہرت ہے آپ پابند مذہب اور محب اہلبیت اطہار ہیں۔ آپ کے فرزند نواب عباس یار جنگ بہادر ذہین، خوش طبع خوش اخلاق اور ہمدرد ہیں، الولد سر لابیہ کی مصداق ہیں

سالار جنگ ثالث مرحوم کے حقیقی چھ ماموں زاد

مولانا مولوی سید عبداللہ صاحب مرحوم نواب ذوالقدر برادر سالار جنگ ثالث مرحوم کے ماموں محتاج تعارف نہیں، آپ عظیم الشان خاندان سید عبداللہ مجتہد اعلی اللہ مقامہ اور خاندان منصور الدولہ بحرار جنگ کے معزز رکن تھے آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

(۱) مولوی سید کاظم حسین صاحب:۔ آپ کو خاص کتابیں دیکھنے کا بیحد شوق ہے۔ آپ بہترین شاعر ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی اکثر غزلیں اور نظمیں پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ کو حلقۂ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ کی صلاحیتوں سے احباب کا تاریک مستقبل روشن ہو جاتا ہے۔

(۲) مولوی سید احمد صاحب:۔ آپ اعتدال پسند ہیں۔ موصوف دوسروں کے دماغ سے سوچنے کے عادی نہیں۔ اپنی ذاتی رائے رکھتے ہیں۔ زندہ دل خلیق اور ہمدرد ہیں۔ یگرہ جعفری قدیم کے آپ قدیم شرکا میں سے ہیں۔

(۳) مولوی سید حسن عرف پاشاہ صاحب:۔ آپ کی زندگی کا لائحہ عمل خصوصاً مذہبی اداروں کے ساتھ مشغل رہا ہے۔ آپ حیدرآباد شیعہ کانفرنس کے صدر رہیں۔ آپ کے قومی اور مذہبی کارنامے قابل تحسین ہیں۔ آپ قومی تعمیری کاموں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ آپ میں ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ کسی فرد کو نفی میں جواب نہیں دیتے۔ آپ کاموں میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ آپ سے ملنا بعض وقت دشوار ہو جاتا ہے۔ آپ ادارہ شادی و غم میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ آپ کے ان نمایاں کارناموں کی شہرت عام ہو چکی ہے۔

(۴) مولوی سید حسین صاحب عرف بچو میاں:۔ آپ ہر دلعزیز ہیں آپ کے دوستانہ تعلقات وسیع ہیں۔ آپ کو انڈور گیمس میں خاص مہارت حاصل ہے۔ موصوف کے اعلی فنی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے احباب آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے چھوٹوں اور برابر والوں سے بہ محبت پیش آتے ہیں

(۵ و ۶) سید عبدالوہاب صاحب اور سید عبدالحمید صاحب ہر دو حضرات خاندانی شرافت اور انسانیت کے وارث نیک طینت۔ نجستہ خصلت ہیں۔

ارکان کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر

(۱) نواب مہدی نواز جنگ بہادر (صدر نشین) اپنے حسن انتظام اور خوش سلیقگی کے باعث ہمیشہ مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ انہیں خصوصیات کی وجہ آپ کمیٹی کے صدر نشین مقرر ہوئے

(۲) مولوی ہادی علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ۔ آپ تجربہ کار خلیق اور بے لوث کمیٹی کے ممبر ہیں

(۳) مولوی احمد علی خاں صاحب تعلقدار وظیفہ یاب:۔ آپ نہایت ذہین۔ مدبر۔ حلیم الطبع۔ مردم شناس ہیں۔

(۴) جناب ایل این گپتا صاحب آئی۔ اے۔ ایس معتمد طبابت آپ کے کارہائے نمایاں قابل ستائش ہیں۔ آپ کو عوام کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے

READERS OF PAIGAM

Sri Chander Rao, S. E., P. W. D., Warangal

Sri Aga Hyder

Late Moulana Syed Abdulla Saheb

Sri Syed Hasan "Pasha"

Sri Akbar Bhai &

ANDHRA PRADESH

Sri Ranga Reddy

Sri J. V. Narsing Rao

Sri Kala Venkat Rao

Sri Tima Reddy

Sri J. Venkat Reddy Naidu

Sri K. Brahamanand Reddy

MINISTERS OF

Sri V. B Raju

Sri Sanjiva Reddy
Chief Minister

Sri M. Narsingh Rao

Sri Pattabhi Ram Rao

Sri Mahdi Nawaz Jung

Sri Sanjiviah

READERS OF PAIGAM

Sri Yadgir Rao, H. M. C. Councillor

Sri Mohamed Osman, S. E. Medak Circle

Sri Askari Hasan

Sri Hakim Asheq Ali & his sons

Sri G. Daniah, H. M. C. Councillor

(۵) مولوی عبدالوہاب صاحب معتمد اسٹیٹ سالار جنگ بہادر۔ آپ نہایت خوش اخلاق ملنسار۔ ہمدرد۔ رحمدل۔ علم دوست۔ دیانتدار پابند صوم وصلوۃ ہیں۔ انتظامی قابلیت لائق صد ستائش ہے۔

احباب پیغام

ملا اکبر بھائی:۔ آپ کے عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر نظر آرہا ہے۔ آپ ہمیشہ حیات انسانی کے معیار بلندی کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ کو حلقہ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ نے حال ہی میں یہ مسرت تشریف آوری عالیجناب پرنس علیخاں عمرانہ پر عہدہ داران مقامی و معززین کو مدعو کیا تھا۔ عمرانہ کے بعد پرنس نے ملا صاحب کے ساتھ تصویر کھنچا کر عزت بخشی۔

(۲) جناب موسیٰ خاں صاحب گتہ دار تعمیرات (ورنگل) آپ کے اخلاق کی شہرت عام ہے۔ آپ کی غریبوں پر ہمیشہ ہمدردانہ نگاہ پڑتی ہے۔ آپ کے کام سے عہدہ دار مطمئن رہتے ہیں۔ آپ جو کام لیتے ہیں حسن وخوبی سے بلاشکایت انجام دیتے ہیں۔

(۳) مولوی عسکری حسین صاحب راجی ابن مولوی حاجی میر علی محمد صاحب نامی وکیل۔ آپ ایک معزز خاندان موسومہ "کرطوے صاحب" کے رکن ہیں۔ آپ کی قومی دلچسپیاں امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کے قومی خدمات اور جذبات مشعل راہ ہیں۔

(۴) حکیم سید ممتاز مہدی صاحب خلف حکیم میر عاشق علی صاحب مرحوم۔ آپ کے جد اعلیٰ حکیم میر قربان علی خاں صاحب رضوی افضل الدولہ بہادر کے شاہی طبیب خاص اور خاں کے خطاب سے ممتاز تھے۔ آپ بڑی توجہ سے علاج کرتے ہیں دوا سے زیادہ آپ کے اخلاق سے مریض شفا پاتے ہیں۔ آپکے دواخانہ کا نظم ونسق قابل تعریف ہے۔

مولوی آقا حیدر صاحب:۔ آپ کے والد مولوی آقا محمد مہدی حسن صاحب مرحوم مختار الملک یمین السلطنت کے مذہبی آتالیق تھے اور جو سالار جنگ مرحوم کے بھی استاد رہے۔ آپ محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا ہر عمل قابل مبارکباد ہے۔ آپ کی علمی لیاقت عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے

مولوی سراج الدین صاحب مہتمم تعمیرات سالار جنگ اسٹیٹ آپ کا ہر شخص ثناخواں ہے۔ ادائے فرض کی طرف ہمیشہ آپ کی توجہ رہتی ہے۔ آپ کی جفاکشی اہل دفتر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ آپ کا عمل مطابق کلام ہے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کی عام شہرت ہے۔

اجرت اشتہارات

ٹائٹل کا صفحہ اول آرٹ	۱۵۰	روپیہ
؍؍ ؍؍ دوم	۱۰۰	؍؍
؍؍ ؍؍ سوم	۱۰۰	؍؍
؍؍ آخر ؍؍	۱۲۵	؍؍
سنگل کالم انچ	ایک روپیہ	
درمیانی مکمل صفحہ چکنے کاغذ پر	۸۵	روپیہ
نصف صفحہ	۵۰	؍؍

۱/۴ صفحہ ۲۵ روپیہ شرح چندہ بنام سالانہ ۱۲ روپیہ ششماہی ۷

اظہار تشکر

ہم جمیع ممبران کمیٹی و اسٹاف سالار جنگ بہادر جنہوں نے خاص سالار جنگ نمبر کیلئے تعاون فرمایا' بدل مشکور ہیں
سری کے کاسری پاٹھی ناظم اطلاعات
سری مانوی نرسنگ راؤ نائب ناظم اطلاعات
کے اخلاق اور تعاون عمل قابل ستائش ہے

ادارہ

سید سجاد حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے صحیفہ پریس میں چھپوا کر کوٹلہ عالیجاہ ۳-۶-۷۶ حیدرآباد دکن سے شائع کیا۔

MIR JAFER ALI, Chief Engineer,
Naga Arjun Sagar Project.

Jahangir and Noorjehan enjoying fire works

PRINTED AT THE MODERN PRINTING HOUSE. JAMBAGH ROAD, HYDERABAD-DN.

جلد ۲ | مئی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴

سالار جنگ نمبر

قیمت ۵۰ نئے پیسے

Garden View of Guest House, Mir Alam Tank.

Guest House, Mir Alam Tank.

SIR SALAR JUNG I

MUNIR-UL-MULK,
uncle of Salar Jung

SIR SALAR JUNG III

SIR SALAR JUNG II

معدنِ امامت حضرت علی (علیہ السلام) کے سبق آموز جواہر ریزے

غریبوں - یتیموں - بیواؤں کی پرورش

وزراء و حکام ریاست - صدر نشین و ارباب کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر کیلئے درسِ عمل

حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں :-

"(اے گورنر مصر) تو سوسائٹی کے ادنیٰ درجہ کا خیال رکھ، یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے، مسکین ہیں، ضرورت مند ہیں، فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور کمانے سے عاجز ہیں، اسی طبقہ میں قانع لوگ ملتے ہیں جو کسی سے سوال نہیں کرتے، جن حقوق کی حفاظت کا تجھ سے سوال کیا گیا ہے تو اللہ کیلئے اُن حقوق کی حفاظت کر۔ ان لوگوں کے لئے اپنے بیت المال سے بھی کچھ مقرر کردے، اور ہر شہر میں جو اسلام کی املاکِ خالصہ ہے اس کے محاصل میں سے بھی ان کو کچھ دے، دور رہنے والے محتاجوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا پاس والوں کا، اور ہر ایک کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے"

یہ لنگڑے لولے فقیر جو ہندوستان کی سڑکوں پر بھوکے پڑے رہتے ہیں، یہ نوجوان جو بیکاری اور تنگدستی سے مجبور ہو کر فقر و فاقہ نے عصمت فروشی پر مجبور کردیا ہے، یہ کمزور اور ناتوان بچے جو کارخانوں، کانوں اور سرمایہ داروں کے گھر میں غلامی کررہے ہیں زبانِ حال سے اعلان کررہے ہیں کہ دنیا سے ہمدردی اٹھ گئی، عدل و انصاف مٹ گیا، غربا پروری اور یتیم نوازی کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آئے گا کہ سرمایہ دار اپنے مال کو خود ہی چیٹ کرجایا کریں گے حالانکہ ان کو ایسا حکم نہیں دیا گیا۔ خدا تو فرماتا ہے کہ تم آپس میں احسان کرنے کو فراموش نہ کرو، اُس زمانے میں شریر لوگ سرکشی کریں گے اور اچھے آدمی ذلیل و خوار ہوں گے، لاچار آدمی جن کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہوگا اُن کے ساتھ تجارت کی جائے گی حالانکہ ہمارے رسولؐ نے بے زر اور محتاج آدمی سے قیمت لینے سے منع کیا ہے، اس کی تو مفت خدمت کرنی چاہیئے۔"

> درسِ وحدت دیرہے تھے دوشِ احمدؐ سے علیؑ
>
> ایسے واعظ کیلئے ایسا ہی ممبر چاہیئے

اداریہ

نواب یوسف علی خاں بہادر

جلد ۲ ۔ ۱۸ مئی ۱۹۵۷ء ۔ شمارہ ۲۴

سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومتِ ہند کے سایہ میں

حضور نظام کی خفگی کے خیال سے سالار جنگ مرحوم کی دلی تمنائیں انکے سینے میں دبی رہیں

اس وقت نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کے حالات ہمارے پیش نظر ہیں۔ تاریخی ورق گردانی سے اور انکے علمی کارناموں سے انکی زندگی کا خاکہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ نواب صاحب ممدوح کی زندگی اپنے اندر حسن انفرادیت اور شانِ خصوصیت رکھتی ہے۔ اگر ان کی زندگی کے واقعات پر تدبر سے غور کیا جائے اور نظرِ بصیرت سے دیکھا جائے تو ان کی زندگی کے حالات نسبتاً زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز نظر آئیں گے۔ مورخ کی نظر صرف سیاسیات اور ملکی فضا پر پڑھتی ہے افسانہ نگار کی حدِ نظر افسانہ تک محدود رہتی ہے لیکن صحیفہ نگار کردار کے ان گوشوں کو منظرِ عام پر لاتا ہے جو زندگی کا پس منظر ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صحافت نفسیات کی رصدگاہ ہے۔ مورخ بہت زیادہ ظاہرہ صورت گری سے کام لیتا ہے اور صحیفہ نگار ان چھپی ہوئی چیزوں کو باہر لاتا ہے جسے دیکھکر دنیا حیران رہ جاتی ہے۔

دنیا میں ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز سے محبت ہوتی ہے۔ کوئی شخص اپنے بیٹے کو زیادہ چاہتا ہے کوئی اپنی اہلیہ کو کسی کو اپنے وطن سے والہانہ شیفتگی ہوتی ہے۔ غرض اس وقت ایک ایسی ہستی کو پیش کیا جاتا ہے جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد اور نفسیاتی تجزاکتوں سے بہت زیادہ قریب ہے۔ یہاں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعض افراد واقعی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کیلئے خلق ہوتے ہیں۔

نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے والا یہی کہیگا کہ ان میں عام انسانوں سے زیادہ یہی ندرت پائی گئی کہ وہ حد درجہ کے خوددار غیرت و حمیت کے دلدادہ حوصلہ مند اور باہمت انسان تھے۔ یوں تو ہر ایک کو کہتے سنا "ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی" لیکن اس پر عامل بہت کم نظر آئے۔ وقت پر کسی نے نہ تو تلوار منگوائی اور نہ ضامنی طلب کی۔ وقت پر ضامنی باندھنا اور اسلحہ خانہ سے تلوار منگوا لینا اور بات ہے۔

سالار جنگ بہادر مرحوم اعلیٰ خاندان کے رکن رکین تھے جنھیں عزت بہت پیاری تھی۔ جب مدار المہامی کی خدمت سے آپ سبکدوش ہوئے اس کے ساتھ ہی عہدۂ وزارت ختم ہوا اور باب حکومت کا قیام عمل میں آیا آپ نے عہدۂ صدر اعظمی کو منظور نہ کیا۔ جب آبا و اجداد اور ان کے وقار کی ناقدری محسوس ہوئی انہوں نے اپنی روش بدلی اور احساس رنج و غم کو مٹانے مختلف پہلو نکالے۔ بچپن ہی سے نوادرات جمع کرنے کا شوق تھا آبا و اجداد کا جمع کیا ہوا نوادرات کا ذخیرہ جو پہلے ہی سے موجود تھا اسکو دیکھکر شوق تازہ ہوا دلمیں نئی تمنائیں کروٹیں لینے لگیں۔ بیکاری میں یہ شوق ابھرا

اور انکی زندگی کا تنہا مشغلہ بن کر رہ گیا۔ نوادرات پرکھنے میں انہیں کامل مہارت حاصل تھی۔ موتی اور جواہرات کی پرکھ میں یہ اپنی آپ نظیر تھے۔ ماہرین خطاطی کے خط پہچاننے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ خطاطی کا نمونہ دیکھتے ہی استاد کا نام بتا دیتے تھے۔ میر علی ہروی اور عبدالرشید ویلمی کا خط انہیں بہت پسند تھا۔ مشہور خطاط یاقوت المستعصمی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کو بڑی قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور اسکو حاصل کرنے لاکھوں کا ہدیہ دینے سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے۔ پرانی قلمی تصاویر کی نقل چاہے کتنی ہی مکمل کیوں نہ ہو انکی نظر نقلی ہونیکا ثبوت دیدیتی تھی اور جو اصلی فن مصوری کی تصویر نظر آتی وہ فوراً خرید لیتے تھے۔ قالین کے ٹانکے اور پھندنے دیکھکر اسکی ساخت کا پتہ لگا لیتے تھے۔

غرض نوادرات میں ایسی کوئی شئے نہیں جو انہوں نے نہ لی ہو۔ قلمی کتابیں۔ خطاطی کے نمونے۔ مشرقی اور مغربی مصوری کے شاہکار۔ خوبصورت برتن۔ ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی چیزیں۔ فرنیچر۔ مجسمے۔ نایاب ہتھیار۔ صنعتی نادر نمونے جمع کئے اور اتنا ذخیرہ جمع کرلیا گیا کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو تنہا بذات خود اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہو۔

نواب صاحب مرحوم کی دلی تمنا تھی کہ جمع کئے ہوئے نوادرات کو ایک عالیشان وسیع عمارت میں سلیقہ سے رکھا جائے۔ اس خصوص میں کئی عمارتی نقشے تیار کروائے گئے۔ کبھی رومی شاہوں کے محل کے نقشے اور کبھی عظیم الشان مغربی عمارتوں کے نقشے زیر غور رہے۔ عجائب گھر کیلئے کبھی پونہ کبھی اوٹی کا خیال آیا اور کبھی حیدرآباد ہی میں اسکے قیام کا خیال ہوا۔ نواب صاحب جب چاہتے عمارت تیار ہوجاتی اور عجائب گھر کا قیام کوئی مشکل امر نہ تھا لیکن معلوم نہیں کیا خوف مانع ہوا کہ انکی یہ تمنا پوری نہ ہوسکی۔ نواب صاحب کے قریب رہنے والوں کی زبانی اسکی وجہ معلوم ہوئی کہ نواب صاحب نے عجائب گھر

جو قائم نہ فرمایا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ اسوقت شہنشاہی اور شاہی مطلق العنانی کا دور تھا۔ اگر نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اپنے جمع کئے ہوئے نوادرات کو عجائب گھر کی شکل دیدیتے تو یہ ممکن تھا بلکہ اس کا یقین تھا کہ حکمران جمع کی ہوئی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے اور انہیں ان میں سے جو بھی چیز پسند آجاتی اخلاقی طور پر اُن کی نذر کردینی پڑتی۔ نواب سالار جنگ مرحوم کو جمع کئے ہوئے نوادرات اتنے عزیز تھے کہ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتے تھے۔ اور انھیں اس خصوص میں خاص طور پر حضور نظام کی خفگی کا بھی خیال تھا۔ وہ حضور نظام کو ناراض کرنا بھی نہ چاہتے تھے کہ بغیر اجازت آپکے کوئی کام انجام پائے اسلئے تمام نوادرات محلوں اور کوٹھوں میں اس طرح بند رکھے گئے کہ دوسروں کو ان کی پوری طرح خبر ہونے نہ پائی۔ کوٹھوں میں جو نوادرات رکھے گئے وہ بھی اس طرح کہ نقلی چیزیں تو سامنے رکھی گئیں اور ان کے پیچھے اصلی اور بیش بہا چیزیں چھپادی گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد جب یہ کوٹھے کھولے گئے اور عجائب گھر کیلئے اشیاء چھانٹے گئے یہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ وارفیلڈ کے مشہور عالم کارخانے کے بنے ہوئے نفیس جھاڑ فانوس ادنیٰ قسم کے جھاڑ فانوس کے انبار میں چھپادئے گئے تھے منگ دور کے لاجواب چینی کے گلدان اور مرتبان چینی کے معمولی ظروف کے پیچھے رکھے ہوئے تھے۔ ان کا بہترین فرنیچر سرور نگر کے محل میں رکھا ہوا تھا۔ کافور کی بو دینے والی بیش قیمت الماری ایک معمولی سی بڑی الماری کے پیچھے گرد سے اٹی ہوئی پڑی تھی۔ ان حالات سے اسکا یقین ہوا کہ واقعی نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کو اندیشہ تھا کہ آرٹ کا بیش قیمت خزانہ کہیں انکے ہاتھ سے نکل نہ جائے ایک حد تک ان کا یہ اندیشہ بے بنیاد بھی نہ تھا

نواب سالار جنگ نے قلب کی حرکت بند ہوجانے سے اچانک انتقال کیا۔ چونکہ ورثاء کے حقوق زیر بحث رہے حکومت ہند نے پوری جائداد

ایک وقف کمیٹی کے سپرد کردی اور نوادرات کو ترتیب دیکر ایک میوزیم کی شکل میں دو سال کی لگاتار محنت کے بعد قائم کردیا۔ اسطرح سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومتِ ہند کے سایہ میں بار آور ہوگئیں۔ اور ڈسمبر ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے مبارک ہاتھوں سالار جنگ میوزیم کا افتتاح دیوان دیوڑھی میں ہوا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومتِ ہند کے اس نیک اقدام سے سالار جنگ ثالث مرحوم کی قوتِ عزم و عمل کی یادگار قائم ہوگئی اور نوادرات کا چھپا ہوا خزانہ عوام کے سامنے آگیا جو اب کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا نہ کسی ہاتھوں برباد ہوسکتا ہے۔ حکومتِ ہند کا یہ مستحسن اقدام واقعی قابلِ مبارکباد ہے۔

مختصر خاندانی حالات

نوابؒ سالار جنگ بہادر مرحوم

حقیقتیں خود بخود منکشف ہوجاتی ہیں اُن پر پردہ ڈالنے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے۔ آپ کا علمی اور عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر سب کو نظر آرہا ہے جن حقیقت پسند نگاہوں نے ذی مرتبت ہستیوں کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا ہے وہ اس امر کی شہادت دیں گے کہ ذی مرتبہ امراء میں آپ کو ایک ممتاز درجہ حاصل تھا۔

آپ کے قومی خدمات اور مصروفیات کی خوبی یہی تھی کہ عوام کی علمی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کیلئے آپ نے جو اسباب مہیا کئے وہ رہتی دنیا تک مفید و کارآمد ثابت ہوں گے۔ اور آپ میں خاص خصوصیت یہ تھی کہ اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو دوسروں کے اشاروں پر صرف نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی وسعت نگاہ بہت بلند تھی۔ آپ بندگانِ خدا کی کراہتی ہوئی آوازوں پر پہنچ ہوجاتے تھے۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ کے خاندانی خطاب ہی سے آپکے خاندان کا پتہ چلتا ہے۔ آپ اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کی شہرت صرف ریاستِ حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں پھیل گئی۔

آپ کا سلسلۂ خاندان رسولِ خدا کے مشہور صحابی شیخ اویس قرنیؓ سے پینتیسویں[۳۵] پشت میں ملتا ہے۔ اویس ثانی جو اویس قرنیؓ کی دسویں پشت میں گذرے مدینہ منورہ میں اوقاف کے متولی تھے۔ اپنے فرزند شیخ محمد علی کے ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے۔ بیجاپور میں ۱۰۶۷ھ-۱۶۵۶ء سکونت اختیار کی۔ شیخ محمد علی نے مُلّا احمد مدار المہام دربار عادل شاہی کی صاحبزادی سے شادی کی اور بیجاپور میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ کو دو فرزند ہوئے ایک شیخ محمد باقر اور دوسرے شیخ محمد حیدر۔

شیخ محمد باقر آپ نے ایک شریف الخاندان شیخ علیخاں کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ کچھ ہی دنوں بعد عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفیٰ خاں وزیر بیجاپور کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر سلطنت مغلیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری شاہ جہان آباد اور کشمیر کی دیوانی کی خلعت عطا ہوئی اور اس کے بعد آپ کا تبادلہ ریاست نظام شاہی میں ہوگیا اور آپ دکن میں وارد ہوگئے۔ بمقام اورنگ آباد ۱۷۱۵ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند شیخ محمد تقی تھے۔

شیخ محمد تقی۔ آپ کو بعہد اورنگ زیب تین ہزار پیادوں کی افسری اور بہادر شاہ کے زمانہ میں پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوار کی افسری عطا ہوئی اور شاہ فرخ سیر کے عہد میں دربار کے معزز اراکین میں شامل ہوئے اور بزمانہ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول آپ تمام قلعہ جات کی فوج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۱۴۹ھ م ۱۷۳۶ء میں ہوئی۔

آپ کے فرزند شمس الدین محمد حیدر تھے۔

شمس الدین محمد حیدر اورنگ زیب نے عہد طفولیت ہی میں سو پیادوں کی افسری پر مامور کیا جب آپ سن بلوغ کو پہونچے حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر کے حضور میں حاضر کئے گئے - یہاں آپ کو دو سو سواروں کی افسری اور فیل خانہ نگرانی عطا ہوئی - بعد تین سو پیادوں کی افسری زیادہ کی گئی - جب آصف جاہ بہادر دہلی تشریف لے گئے تھے تو آپ عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے تھے - نادر شاہ کے حملہ کے بعد آپ کی افسری پانچسو کی ہوئی اور حیدر یار خاں خطاب مرحمت ہوا - رفتہ رفتہ آپ کو پندرہ سو پیادے اور پانچسو کی افسری عطا ہوئی - امیر الملک صلابت جنگ بہادر کے عہد میں پانچ ہزار پیادے چار ہزار سوار خلعت پالکی - نشان نوبت - منیر الدولہ اور بشیر جنگ خطاب مرحمت ہوا اور مصاحب آصف جاہ مقرر ہوئے اس کے بعد سات ہزار پیادے - سات ہزار سوار اور منیر الملک کے خطاب سے سرفرازی ہوئی - ترقی کرتے کرتے دیوان سلطنت دکن مقرر ہوئے - بوجہ پیرانہ سالی اورنگ آباد میں آپ نے سکونت اختیار کی لیکن نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی مغفرت مآب نے آپ کو اورنگ آباد کی نظامت پر مقرر فرمایا - ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷۷۵ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا آپ کے دو فرزند تھے (۱) صفدر خاں (۲) تقی یار خاں - تقی یار خاں کا انتقال باپ کے مرنیکے سات سال بعد ہو گیا -

صفدر خاں بعہد نظام علی خاں بہادر آپکو دو سو روپیہ کی منصب اور داروغۂ فیل خانہ کا عہدہ عطا ہوا - مظفر جنگ بہادر کے زمانہ میں تین ہزار پیادہ اور سو سواروں کی افسری عطا ہوئی - امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد میں اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوئے - رفتہ رفتہ تین ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار نوبت و نشان سے عزت حاصل کی ۱۱۷۲ھ میں غیور جنگ اور اشجع الدولہ کا خطاب پالکی اور منصب پنجہزاری تین ہزار سوار اور اشجع الملک ۱۲۰۵ھ م ۱۷۹۰ء میں خان خاناں کا خطاب عطا ہوا اور دیوانی صوبجات دکن پر مقرر ہوئے - اور اسی سال آپ نے وفات پائی آپ درگاہ قلی خاں مؤتمن الدولہ خاں دوراں سالار جنگ مرحوم کے داماد تھے - آپ کے چار فرزند محمد تقی خاں حسن رضا خاں - علی زماں خاں اور امین الملک تھے

علی زماں خاں بعہد حضرت غفران مآب آپ کو خطاب ملکی - منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار علم و نقارہ - نشان و نوبت - عماری و پالکی خدمت بخشی گیری بادشاہی عطا ہوئی - آپ نے میر ابوالقاسم میر عالم مرحوم ؤ نور کی چھوٹی صاحبزادی سے شادی کی اور بعد انتقال میر عالم مرحوم و مغفور (مدار المہام وقت) آپ دیوانی کی خدمت سے سرفراز ہوئے اور بعہد ناصر الدولہ بہادر آپ کو خطاب امیر الامرائی ہوا - آخرکار ۷ رشعبان ۱۲۴۸ھ میں وفات پائی آپ کے چار فرزند صفدر علی خاں - محمد علی خاں - عالم علیخاں اور چوتھے اکرام الدولہ تھے -

محمد علی خاں آپ علی زماں خاں کے دوم اور صفدر خاں کے پوتے تھے آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے - آپ کی شادی سید کاظم علی خاں مختار الدولہ (جد اعلیٰ نواب شہاب جنگ مرحوم سابق وزیر تعمیرات و کوتوالی عام سلطنت آصفیہ) کی صاحبزادی سے ۱۸۰۹ء میں ہوئی جن کے بطن سے نواب تراب علی خاں بہادر مرحوم و مغفور سر سالار جنگ اول مختار الملک (جی سی ایس آئی) پیدا ہوئے - آپ کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا - نواب تراب علی خاں بہادر نہایت کمسن تھے -

نواب تراب علی خاں بہادر سالار جنگ اوّلی

آپ نواب محمد علی خاں کے اکلوتے بیٹے اور علی زماں خاں کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ م جنوری ۱۸۲۹ء میں ہوئی چونکہ نہایت کمسنی میں آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ کے عم بزرگوار نواب عالم علیخاں مرحوم سراج الملک نے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ آپ کی انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ آپ اپنے چچا کے عہد وزارت میں ۱۲۶۳ھ میں تلنگانہ اور کھم کے تعلقدار مقرر ہوئے۔ نواب سراج الملک کے انتقال کے پانچویں روز ۲۱ شعبان ۱۲۶۹ھ کو پیشگاہ سلطانی سے خلعت وزارت عطا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا ہندوستان کی قومی ارتقائی منزلیں تنزل پزیر تھیں۔ انسانی چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ سیاسی انتشار اور افراتفری کا زمانہ تھا۔ ہر طرف نظم ونسق کی بدنظمی تھی۔ خزانۂ شاہی خالی ہو چکا تھا۔ اتنی بھی خزانۂ شاہی میں گنجائش نہ تھی کہ ملازمین کو تنخواہ ایصال کی جاتی۔ شاہی اقرباء اور منصبدار بھی اس مصیبت سے مستثنیٰ نہ تھے۔ شاہی جواہرات بتوسط ڈگٹن انگلستان بغرض رہن بھیجدیئے گئے تھے مقامی ساہوکاروں کا (۲٫۷۰۰۰۰۰۰) دو کروڑ ستر لاکھ کا قرضہ واجب الادا تھا۔ یہ ایسے امور تھے اس کی سنبھال مشکل تھی لیکن سر سالار جنگ اول نے اپنے حسن تدبر سے اس بدنظمی کو حسن وخوبی کے ساتھ سنبھال لیا۔ ایک ایسا دستور مرتب کیا کہ جس کی روشنی میں موجودہ حکومت کا نظام بھی قائم رہے۔

اگسٹ ۱۸۶۴ء میں مجلس مالگذاری کا قیام عمل میں آیا ۱۸۶۷ء میں ضلع بندی ہوئی۔ پانچ صوبے اور سترہ اضلاع قائم ہوئے اور ریاست کا ۳/۱ تہائی حصہ صرفخاص میں شامل ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں صدر المہامین اور وزراء کا تقرر عدالت۔ مال۔ کوتوالی اور متفرق شعبوں کیلئے عمل میں آیا۔ اور ان خدمات کیلئے امراء و شرفاء منتخب ہوئے جنمیں قابل ذکر (۱) نواب بہرام الدولہ بہادر مرحوم مکرم الدولہ مرحوم۔ شمشیر جنگ مرحوم اور شہاب جنگ مرحوم ہیں۔ فروری ۱۸۶۹ء نظام افضل الدولہ بہادر کا انتقال ہوا اس وقت نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی عمر تین سال کی تھی۔ یہ سالار جنگ بہادر کا سیاسی تدبر تھا کہ افضل الدولہ بہادر کے انتقال کے بعد ہی نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی شاہی کا اعلان کر دیا گیا اور ریاست کے انتظامی امور سر سالار جنگ اول مرحوم اور نواب شمس الامراء کے سپرد ہوئے نومبر ۱۸۷۵ء میں سر سالار جنگ بہادر اور چند امراء پرنس آف ویلس کے خیر مقدم کیلئے منجانب حضور نظام وکالتاً بمبئی روانہ ہوئے۔ پرنس آف ویلس نے ایک تلوار جس کے قبضہ پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ایک جڑاوی انگوٹھی ایک تمغۂ طلائی جس پر شہزادہ کی تصویر کندہ تھی عطا کی ۱۸۷۶ء میں سر سالار جنگ کو ستارہ ہند (Star of India) کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ اسی سال آپ انگلستان بھی تشریف لے گئے۔ آپ کو آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف سیول لاڈی۔ سی۔ ایل کی ڈگری عطا ہوئی۔ اور سوا دو ماہ تک مختلف ملکوں کی سیاحت کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔ ڈسمبر ۱۸۷۶ء میں حضور نظام نواب میر محبوب علی خاں کے ہمراہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کے جشن تاجپوشی میں شرکت کیلئے دہلی روانہ ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں نواب شمس الامراء کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد نواب وقار الامراء سر سالار جنگ اول کے شریک رہے ۱۸۸۱ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو کل انتظام تنہا سالار جنگ اول ہی کے سپرد رہا۔ ۱۸۸۳ء میں ڈیوک جان میلکن برگ کو تالاب میر عالم پر مدعو کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد جب سالار جنگ اپنے محل کو واپس ہوئے ان کی حالت غیر تھی۔ مرض ہیضہ میں مبتلا ہو چکے تھے ۸ فروری ۱۸۸۳ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

اولاد دو صاحبزادیاں موسومہ بڑی صاحبزادی جو نواب محرم الدولہ بہادر خلف مسیر الدولہ سے اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ نواب بہرام الدولہ مرحوم خلف نواب سطوت جنگ بہادر سے بیاہی گئیں۔

آپ دو صاحبزادے نواب لائق علی خاں بہادر اور نواب سعادت علی خاں بہادر چھوڑ گئے تھے۔

نواب لائق علی خاں مرحوم سالار جنگ ثانی

آپ کی ولادت ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا انتظام محل ہی میں ہوا۔ اس کے بعد آپ مدرسۂ عالیہ میں شریک ہوئے جب اردو فارسی کی تعلیم مکمل ہو چکی ۱۸۸۰ء میں انگریزی تعلیم کیلئے آپ انگلینڈ روانہ ہوئے۔ اردو۔ فارسی، عربی۔ انگریزی میں آپ کی قابلیت مسلم رہی جب آپ کے والد سر سالار جنگ اول کا ۱۸۸۳ء میں انتقال ہوا دو سال کے بعد لارڈ ڈوپن گورنر جنرل ہند غفران مکان کے مسند نشینی کی رسم میں شریک ہوئے اور اس مبارک رسم کے موقع پر اسی روز آپ کو عہدہ دیوانی اور خاندانی خطابات سے نیز عماد الملک کے معزز خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ آپ کو غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ کی خاص عنایتوں کو دیکھکر حاسدین کے ایک گروہ نے فتنہ پردازی کا رنگ اختیار کیا اور اس فتنہ پردازی کی وجہ بددلی کا یہ عالم ہوگیا کہ آپ اپریل ۱۸۸۷ء میں خدمت مدار المہامی سے مستعفی ہوگئے اور ساتھ ہی آپ مغربی ممالک کو روانہ ہوئے انگلستان میں شاندار طریقہ پر آپ کا استقبال ہوا۔ ملکہ معظمہ نے آپ کو ماہِ اگسٹ ۱۸۸۷ء میں کے سی آئی ای کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اعزاز کو دیکھکر مخالفین کے دلوں پر سانپ لوٹ گئے اور غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ بھی حقیقت حال سے واقف ہوچکے لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور آپ ۲ر جولائی ۱۸۸۹ء میں عین عالم شباب میں جبکہ آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی اس دنیا سے سدھارے۔ اگر آپ اور کچھ دن زندہ رہتے تو حاسدین کے چہروں پر سے فتنہ پردازی کے نقاب الٹ جاتے اور آپ یقینی پھر عہدہ وزارت پر رہ کر اپنی لیاقت کے جوہر دکھاتے لیکن آپ کے ناگہانی انتقال سے غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ کو دلی صدمہ ہوا

شادی اور اولاد ثانی نواب لائق علی خاں بہادر سالار جنگ ثانی نے آقا ابوالحسن مرحوم ابن آقا سید عبداللہ حسینی کی دختر نواب ترتیب بیگم صاحبہ سے جو نواب منصور الدولہ کرار جنگ ثانی کی نواسی اور مولوی سید عبداللہ صاحب کی بہن ہوتی تھیں شادی کی۔ ان کے بطن سے نواب یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ ثالث پیدا ہوئے

نواب یوسف علیخاں بہادر سر سالار جنگ ثالث

آپ یوم جمعہ ۱۴ر شوال ۱۳۰۶ھ م ۲ر جون ۱۸۸۹ء پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ایک سال ہی کے اندر آپ اپنے چچا نواب منیر الملک کے سایہ سے محروم ہوگئے جنہیں بھائی کے مرجانے کا بے حد صدمہ ہوا تھا اور مرض دق میں مبتلا ہوگئے تھے۔ اس وقت دختر منیر الملک نواب کریم النساء بیگم صاحبہ کی عمر پانچ سال کی تھی یہ حادثات ایسے جانکاہ تھے کہ ایک ماہ کے بھتیجے اور پانچسالہ معصوم یتیم بچی کی پرورش محال تھی۔ نواب یوسف علی خاں بہادر اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پاتے رہے اور کریم النسا بیگم صاحبہ اپنی خالہ نور النسا بیگم بڑی صاحبزادی نواب سالار جنگ اول کے زیر نگرانی رہیں مسز پورلیق نواب یوسف علی خاں بہادر کی تربیت کرتی تھیں اور کریم النساء بیگم کی انگریزی اتالیق مس یونس اور عربی آتالیق فاطمہ بی تھیں۔ غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ نے سر سالار جنگ ثالث کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ آپ نے مذہبی تعلیم مولوی آقا حیدر صاحب کے والد محمد مہدی حسن صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ نواب سالار جنگ بہادر

نے آقا حیدر صاحب کو سرکار عالی کی ملازمت ترک کرواکر اسٹیٹ کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر فرمایا (صاحب موصوف اب مہتم بازارات ہیں) اور دیگر شعبہ جات ان کے تفویض ہیں۔ جب آپ نے گھر کی تعلیم و تربیت سے فراغت حاصل فرمائی تو آپ کو مدرسۂ عالیہ میں شریک کیا گیا۔ سولہ سال کی عمر تک آپ تعلیمی مشاغل میں مصروف رہے طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے اپنے اخلاق سے ہم مدرسہ طلبا کو گرویدہ بنالیا تھا۔ کل اساتذہ خصوصاً مسٹر لسٹن پرنسپل نظام کالج آپ کی ذہنیت اور خوبیوں کے معترف رہے۔ بعد فراغت تعلیم حسب فرمان غفران مکان آپ کی جاگیرات کے کاغذات آپ کے اجلاس پر پیش ہونے لگے۔ ۱۹۱۳ء میں سلطان العلوم نواب عثمان علی خان بہادر نے آپ کے اسٹیٹ سے سرکاری نگرانی برخاست فرماکر کل اقتدارات مرحمت فرمائے آپ نے اپنے جاگیر کے نظم و نسق کو خوبی سے انجام دیا۔ اسی سال خدمت مدارالمہامی پر آپ مامور ہوئے اور تقریباً ڈھائی سال بحیثیت مدارالمہام کارگزار رہے۔ آپ نے اپنے زمانۂ مدارالمہامی میں کئی جدید محکمہ قائم فرمائے۔ نونہالان و نوجوانان ملک کی تعلیم کی جانب خصوصیت سے توجہ فرمائی۔ وسائل آبپاشی اور آبرسانی کو وسعت دی گئی۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے استعفاء پیش کردیا اور خدمت مدارالمہامی سے سبکدوشی حاصل فرمائی۔ اس کے بعد بھی آپ قومی خدمات سے غافل نہ رہے۔ کبھی ذاتی امداد سے دریغ نہ فرمایا۔ مدرسۃ العلوم علی گڑھ کیلئے بارہ سو روپیہ سالانہ جو آپ کے جد امجد ... مقرر فرمائے تھے آپ نے جاری رکھے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے آپ نے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرماکر علم دوستی کا ثبوت دیا۔ نوادرات کے جمع کرنے کا جو ذوق آپ کو رہا اداریہ میں خیالات کا اظہار کردیا گیا

صنعت و حرفت اور تجارتی ترقی کا ہمیشہ آپ کو خیال رہا کئی کارخانوں کی آپ نے سرپرستی قبول کی ۱۹۲۰ء میں آپ ـــ یورپ تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ عراق عرب و مصر۔ شام و بیروت۔ بیت المقدس اور ایران تشریف لے گئے۔ زیارت مقامات مقدسہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں پھر آپ یورپ تشریف لیگئے چھ ماہ وہاں رہ کر بصحت و عافیت واپس ہوئے۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۴ھ آپ کی پھوپی نورالنساء بیگم صاحبہ بنت نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول محل نواب مکرم الدولہ مرحوم نے انتقال کیا۔ اس وفات سے آپ کو دلی صدمہ ہوا ابھی اپنی پھوپی کا غم کئے ہوئے ایک سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آپ کی والدۂ مہربان کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی صحبت میں ہمیشہ فقہا شعراء صحیفہ نگار اور علماء رہتے تھے۔ آپ مدبرین علماء اور مجتہدین کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کے در سے غرباء مساکین۔ بیوہ عورتیں۔ یتیم بچے کبھی خالی نہ گئے اور ہمیشہ مستفید و فیضیاب ہوتے رہے ایک وصیت :۔ قومی خدمات مذہبی علماء۔ مجتہدین۔ عاشور خانہ جات۔ مذہبی علمی ادارہ جات کی امداد بجنسہ جاری رکھنے آپ نے اپنے انتقال سے دو سال قبل اپنے استاد زادہ سید آقا حیدر صاحب سے ایک فہرست مرتب کرواکر خود دستخط بھی مزین فرمائی۔ اس عمل کا وصیت نامہ سے تعبیر کیا جانا غلط نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اس وصیت کی رو سے مجتہدین۔ متولیان عاشور خانہ جات مذہبی۔ بانیان ادارہ جات علمی اور قومی صحیفہ نگار ہی حقدار ہیں۔ اگر حسب وصیت عمل ہو تو مرحوم کی روح شاد ہوگی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا یکایک قلب کی حرکت بند ہونے کے باعث ۱۹۴۹ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے انتقال کی خبر جب شہر میں پھیلی تو تمام شہر میں غم و رنج

عظیم الشان سالار جنگ میوزیم

سیر و سیاحت کی دنیا میں انسان کی عقل و فراست کے خزانے جہاں قدم قدم پر بکھرے ہوئے پڑے ہیں سائنسدانوں ۔ ادیبوں ۔ فنکاروں اور مفکرین کے خیالات سے ڈھلے ہوئے مجسمے ہیں کہیں نہ کہیں عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے عجیب و غریب نمونے پیش کرتے ہیں۔ ایکیتھ اور ایلورہ کے محیر العقول پتھر کی تراشی ہوئی مورتیں انسانی زندگی کی عظمت و بزرگی کہیں پتہ دیتی ہیں تو کہیں فنکار کی اعلیٰ صلاحیتوں پر بے ساختہ کلمۂ تحسین کے لئے مجبور کرتی ہیں۔

دنیا کے ہر خطہ میں ہمیں اس قسم کے نمونے نوادرات ملتے رہیں گے لیکن ان ساری یادگاروں ۔ مجسموں اور قابل تحسین نمونوں کا عہد قدیم کی غمازی کرنا شخصی جستجو کا نتیجہ نہیں بلکہ کسی شاہ یا کسی مملکت کی کوششوں کا نتیجہ رہا ہے ہندوستان کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ریاست حیدرآباد کے ایک رئیس کی اعلیٰ فکر کا نتیجہ دنیا کے عجائبات ۔ نوادرات کا جمع کرنا ہے جو دنیا کے کسی گوشہ میں ایک شخص کی صلاحیتوں کا نتیجہ ہو ۔ سالار جنگ میوزیم دنیا کی عجائبات کا ایک ایسا انمول خزانہ ہے جو ایک سیاح کو دنیا کے عجائبات کی سیر کراتا ہے ایک سیاح کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی مسرت نہیں ہو سکتی کہ وہ ساری دنیا کے عجائبات کو ایک جگہ دیکھ لے سالار جنگ بہادر کے ذوق سلیم نے ہندوستان میں ایک ایسے میوزیم کی ابتداء کی جسکو دیکھنے کے بعد روس امریکہ اور انگلستان کے سیاح بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں ۔ ان کیلئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ یہ ساری دنیا کا ذخیرہ ایک شخص کے ذاتی ذوق کا مجموعہ ہے ۔

فن اور آرٹ

دنیا کے مصوروں اور عکاسی کے فن کاروں کے احساسات ۔ تخیلات اور تصورات کو دیکھنا ہو تو سالار جنگ میوزیم کی سیر ضروری ہے جہاں ایرانی مصور بہزاد کے شاہکار ۔ عمر خیام کی رباعیات کا مرقع ۔ روبنس ۔ رافیل ۔ ویلاس کیوز ۔ ماشی ڈے ۔ عبدالرحمٰن چغتائی کے ترقی یافتہ تخیلات انسانی نظر کو متحیر کرنے والے مشرقی اور مغربی مصوری کے نایاب نمونے نظر آسکتے ہیں ۔

● مصر کے بادشاہ ۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون اور اس کی بیوی کی ایک تصویر ہے جسے دیکھکر فرعون کا انجام سامنے آجاتا ہے اور فرعون صفت انسان کا دل دھڑکنے لگتا ہے ۔ مغل بادشاہوں ۔ شہزادوں ۔ شہزادیوں ۔ قطب شاہی بیجاپور کے عادل شاہی بادشاہوں ۔ شاہان آصفیہ اور سالار جنگ کے خاندان کے مختلف افراد کی بڑی بڑی تصویریں ۔ جہانگیر کا دربار نور جہاں کا پھول جھڑی چھوڑنے کا منظر صناعی کے لحاظ سے لاجواب ہیں

● درباری مصور ونکٹ چلیم کی بنائی ہوئی نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی مرحوم کے شکار کے جلوس کی دو بڑی تصویریں دیکھنے کے قابل ہیں جنہیں دیکھکر یہ مصرع زبان پر بے ساختہ آجاتا ہے ؂ خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہو گئیں

● ایک حساس دل شکست خوردہ دارا کی ماں اور فاتح سکندر کی کہانی والی تصویر دیکھکر گنگناتا ہے ۔ ؂

یوں ہی دنیا بدلتی ہے اسی کا نام دنیا ہے ۔

غرض ان تصاویر کے دیکھنے سے تصورات کی دنیا بے نقاب ہو جاتی ہے

حُسن زیرِ نقاب

پتھر - پلاسٹر - سنگِ مرمر اور لکڑی ● ایک مجسمہ "نقاب پوش راشیل" کا جسے ۱۸۷۶ء میں روما کے مجسمہ ساز بنزوفی نے تیار کیا ایک نادر شاہکار ہے۔ نقاب پوش راشیل کا جسم ایک دبیز کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس مجسمہ کے گداز جسم اور جسمانی تناسب کو اس خوبی سے نمایاں کیا گیا ہے کہ اب بھی بنزوفی کی روح خراجِ تحسین حاصل کر رہی ہے۔

● - ایک ہی لکڑی کی بنی ہوئی مورتی عجیب و غریب مظاہرہ کی حامل ہے۔ ایک طرف سے دیکھیں تو مردانہ شجاعت نظر آتی ہے اور دوسری سمت سے حسنِ صنفِ نازک کی دلفریبی اور رعنائی دکھلائی دیتی ہے۔

● لکڑی کے ایک ہی ٹکڑے سے ایک اطالوی فنکار نے میفسٹو (خبیث شیطان) اور اسکی ہیروئن مارگریٹا (فرشتہ خصلت) کی کہانی پیش کی ہے۔ اس شاہکار کو دیکھکر یورپ اور جرمنی کے مشہور ادیبوں اور شعراء نے طبع آزمائی کی ہے۔

اسلحہ جات

موجودہ زمانہ میں جسمانی قوت کا نقص دور کرنے ہوائی جہازوں کی بمباری۔ لوہے کے ٹینکس (دبابوں) کی یلغار مشین گنوں کی آتشباری نے محشر بپا کر رکھا ہے قدیم زمانہ میں جنگ وجدل کا مظاہرہ جسمانی قوت پر موقوف تھا۔ اور اس مظاہرے کے آلات تلوار۔ خنجر۔ برچھے۔ بھالے۔ گرز۔ کٹار۔ پیش قبض تھے جنہیں دیکھکر قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور سپاہیوں کی شجاعت اور دلیری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ● ایک تلوار ایسی ہے جس کی ساخت میں سونا شرکیب ہے جس کا خمیر یورپ کے سائنسدانوں سے بھی سمجھ میں نہ آسکا۔ اس کے پھل کا وزن دس تولہ سے زائد نہ ہوگا اس کا قبضہ نہایت خوشنما ہے۔

● سلطان ابوالحسن تاناشاہ کی ایک تلوار ہے جو جواہرات سے مزیّن ہے۔ ● بہادر اور جانباز ٹیپو سلطان (جس نے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیے اور جس کی مزار آج تک عظمت و وقار کی یادگار ہے) ایک تلوار آرے جیسی دنداں نما ہے ● ایک خنجر شہنشاہ جہانگیر کا بیش قیمت ہیرے جواہرات سے مرصع ہے۔ ● ملکۂ نورجہاں کا ایک خوبصورت خنجر ہے جس کے یشب کے دستے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے ہیں جس کو دیکھکر قدیم تاریخی دور یاد آجاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں عورتیں بھی فنونِ جنگ سے واقف تھیں اور ان میں بھی بہادری دلیری کے جذبات تھے جو آجکل مردوں میں نظر نہیں آتے ● برتن توڑ تیکے۔ کاغذ لپیٹ کر کسی درخت میں دھنسا دینے کے۔ جانور کو زخمی کرنے کے آدمی کو ہلاک کرنے کے پیکان۔ خدنگ اور سوفار ہیں یہہ وہ ہتھیار ہیں جن سے تاریخی روایات وابستہ ہیں۔

نادر ظروف

● عرض بیگی خاندان کے دو سبز رنگ کے کٹورے چار انچ قطر کے جس پر چاندی کا کام ہے قابل دید ہیں۔

● ایسی متعدد غوریاں Poison plates جن کا رنگ نمک اور ترشی سے اور جن پر زہر آلود چیز رکھدی جائے تو تبدیل ہو جاتا ہے موجود ہیں۔ ● عہد منگ اور سنگ بادشاہوں کے ظروف۔ ڈرسڈن۔ وج وڈ۔ پلے متھ۔ واٹرفیلڈ اور پورٹ لینڈ کے صنعتی کارخانوں کے برتن۔ رکابیاں۔ کٹورے۔ گلدان۔ ساغر و مینا۔ بلور کے جھاڑ۔ فانوس۔

● ان کے علاوہ مختلف ملکوں کے بنے ہوئے دھاتی برتن سونے چاندی کے گل کار خوبصورت برتن اور جنوبی ہند اور تبت کے دھاتی ظروف۔ نازک گردن والی صراحیاں آفتابے

دیکھنے کے لائق ہیں ● خصوصاً شہنشاہ جہانگیر کا طلائی ساغر ایک تاریخی یادگار ہے ان ظروف کے سکشن ہی میں ● ترکی، عراق، حجاز، ایران، مصر و شام اور ہندوستان کے تیار کردہ خوبصورت حقوں (کی انجمن) کا مجموعہ موجود ہے ● جنھیں دیکھکر قدیم زمانہ کا شوق یاد آجاتا ہے اور دو کش کھینچ لینے جی چاہتا ہے۔

مخمل و مشجر

● کاشان کے مخملی۔ کرمانی مشجر کے قالین۔ تبریز شیراز بخارا۔ اصفہان اور ہرات کے ریشمی سنہرے بارڈر کے قالین اتنے عمدہ اور دیدہ زیب ہیں کہ کچھ دیر ان پر لوٹ جانے دل چاہتا ہے ● ایک قدیم زریں مسند کی جوڑ جس پر زر کا ابھرا ہوا کام کیا گیا ہے موجود ہے جس کو دیکھکر امراءِ دکن کی عظمت اور انکی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگتی ہے ؎

اے اہل نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

قدیم تمدن کی ایک جھلک

ہندوستانی زر کار اور قیمتی لباس انگرکھوں وغیرہ کو دیکھکر غیرت و حمیت اور قدیم تمدن کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ یہہ افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ڈھاکے کے مہین ململ کے بنے ہوئے قدآور انگرکھے ایک مٹھی میں آسکتے ہیں ان کپڑوں میں چوبیس گز کا ایک نایاب زر لفت کا پارچہ ہے جو بہت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اس کے علاوہ کشمیری شالوں کے متعدد قیمتی نایاب نمونے بھی موجود ہیں۔ ٹیپو سلطان کی ایک پگڑی ہے جو انگریزوں سے نبرد آزمائی کے وقت پہنی تھی۔

خزانۂ علم

میوزیم کا ایک دلچسپ گوشہ مذہبی۔ معاشرتی معاشی۔ صنعتی۔ تجارتی۔ ادبی۔ علمی نعمتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں ادیبوں۔ سخن فہم اور سخن سنجوں کو دعوتِ عام ہے ● قرآن شریف مطلّع۔ ۴۰ ورقی جسے محمد حسین صاحب لاہوری نے لکھکر فنِ خطاطی کو ختم کردیا۔ اس پر طلائی کام سنہری جدول کشمیری جلد سے فنکاری کو چار چاند لگ گئے

● ایک قلمی قرآن پانچ ترجمہ کا ہے۔ جسکا رسم الخط ثلث ہے اور یہہ سنہ ۹۵۹ھ کا ہے ● ایک قرآن یاقوت المستعصمی بن عبداللہ رومی کے ہاتھ کا (جو آخری عباسی خلیفہ بغداد المستعصم باللہ کے دربار کا خطاط تھا) لکھا ہوا ہے اس نسخے کی جلد بھی نہایت درجہ منقش اور خوبصورت ہے

● ایک پورا قرآن شریف (۲ انچ x ۱ انچ x ½) کی سائز پر لکھا ہوا ہے۔ ● ایک قرآن مطلّع ایک ریشمی چادر پر جس کو تسبیح کہتے ہیں لکھا ہوا ہے۔ یہہ بھی یاقوت مستعصم کے خط سے مشابہ ہے۔ صندل کی لکڑی کے رولر پر لپٹا ہوا اور تانبے کے کیس میں ہے

● کتابوں میں ایک نادر کتاب "علم الاعقاقیر" امام محمد باقر علیہ السلام کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی خط کوفی میں جس کا حجم ۶۔ انچ اور ۹ انچ ہے جسے اونٹ کی جھلی پر لکھا گیا ہے۔ دوسری ایک کتاب "الدعا والدعا" امام زین العابدین علیہ السلام کی لکھی ہوئی اور جو ابوالحسن تانا شاہ کے کتب خانہ سے لائی گئی اور جس پر سنہری کاشی کا کام ہے دیکھنے کے قابل ہے ● ایک کتاب روضتہ المحبین مشہور خطاط میر علی ہروی کی لکھی ہوئی ہے جسمیں بہزاد کے قلم کی اعجاز نما تصاویر موجود ہیں۔ ● لوائح جامی کا ایک قلمی نسخہ میر عماد قزوینی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ وہ خطاط تھا جس کا شہنشاہ شاہ جہاں شیدائی تھا۔ غرض کتب خانہ میں نادر اور کمیاب کتابیں موجود ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست مرتب کرنے کیلئے ایک مستقل عملہ کارگذار ہے۔ فہرست کا کچھ حصہ شائع ہوچکا اور بہت کچھ باقی ہے۔ اس شعبہ کے تفصیلی حالات متعدد اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں جو قابلِ توجہ اور قابلِ اصلاح ہیں۔

فنون لطیفہ اور فن نجاری

یورپ - چین - جاپان - ترک - مصر اور ہندوستان
تمام ملکوں کا تیار کیا ہوا فرنیچر - صوفے - میز - کرسیاں - ڈریسنگ
ٹیبل - کندہ کاری سے ششدر رہ - روغنی کیبنٹ -
دلفریب کشتیاں - دمشق کا بنا ہوا سیپ کا فرنیچر - کوچین کی
بنی ہوئی کرسیاں - اخروٹ کی بنی ہوئی کشمیری نفیس تپائیاں
ٹیپو سلطان کی ہاتھی دانت کی کرسیاں - کافور کی بو دینے
والی الماریاں - غرض دنیا کے ہر ملک کا فرنیچر کثیر تعداد میں
رکھا ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے فرنیچر جمع کرنے کا نواب
سالار جنگ مرحوم کو بیحد شوق تھا -

بچوں کے دلچسپ کھلونے - ایک دلچسپ مضمون

میوزیم میں جہاں فن کاروں - ادیبوں - شعراء
نوجوان طلبا کیلئے نوادرات کا ذخیرہ موجود ہے - بچوں کی
دلچسپی کا کافی سامان بھی موجود ہے - کہیں فوجیوں کے دستے
کھڑے ہیں تو کہیں میدان جنگ کا منظر ہے - ایک طرف
کھلونے کی ریلیں - چھوٹے چھوٹے اسٹیشن - چھوٹی چھوٹی
پٹریاں اور سگنل جما کر رکھے گئے ہیں - ایک جانب دیہاتی
مکانات کے ماڈلس موجود ہیں - بچے تو مکانات کے ان
ماڈلس کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں - والدین اور سرپرستوں کو
یہ کھلونا دیکھنے سے قدیم تمدن اور معاشرت کی یاد تازہ
ہوجاتی ہے - تاریخ کی روشنی میں اتحاد و یگانگت کا زمانہ
یاد آجاتا ہے کہ جس زمانہ میں کوئی تفرقہ نہ تھا - قحط سالیوں
کا ڈر نہ تھا - بیماریوں کا قلع قمع قدرتی طور پر ہوتا تھا
طمع و حرص کے دروازے بند تھے - ہر فرد اپنے مشغل میں
مصروف تھا - اس لئے نہیں کہ روپیہ کمائے بلکہ اس لئے
کہ وہ قوم کے کام آسکے - صنعت و حرفت ہو کہ تجارت یا
زراعت ہر کام میں اہلیت و حقیقت کا رنگ تھا اور کمال
روحانیت کا ظہور - انسانی چہرے ہنستے ہوئے نظر آتے
تھے - فکر و الم کا نشان نہ تھا - لب مسکراہٹ اور تبسم کیلئے
وقف تھے - مکاری کے خیالات دماغوں میں نہ تھے
آپس میں ملاقاتیں تھیں مگر غرض مندانہ نہیں - صحبتیں تھیں مگر
غیبت و بدگوئی سے مبرا - کیسی خوش نصیب گھڑیاں تھیں کہ
ہر طرف سکون ہی سکون تھا -

اس سکون کو کس نے تباہ کیا ؟

آسودہ زندگی کس لئے فرسودہ ہوگئی ؟

اس ہماری آسودہ زندگی کو مغربی باد صرصر کے جھونکوں
نے تباہ کیا - تہذیب بدلی - رنگ بدلے - تمدن و معاشرت بدلی
قناعت رخصت ہوئی - خواہشات میں اضافہ ہوا - آزادی
سلب ہوئی - اتحاد عمل رخصت ہوا تکمیل خواہشات کی خاطر
وہ سب کچھ ہوا جو نہ ہونا چاہیئے تھا -

اس سلسلے میں بعنوان "دنیا کی کایا پلٹ" مضمون
عنقریب آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمایئے - پھر ہم اپنے
ناظرین اور نونہالوں کو میوزیم کے نوادرات کی طرف متوجہ
کرتے ہیں - ان کھلونوں کے سکشن میں دہلی - لکھنؤ
نرمل اور دوسرے مقاموں کے دلچسپ کھلونے موجود ہیں
ان نظر فریب عجائبات میں عجیب نایاب گھڑیاں بھی موجود
ہیں جن سے وقت ماہ و سال کا علم ہو جاتا ہے - ایک گھڑی
ایسی موجود ہے کہ اس کی ساخت ہی میں ایک کھلونا نما گھنٹہ
بجانیوالا (Time Keeper) نکلکر ٹھیک وقت پر
گھنٹے بجاتا ہے اور چلا جاتا ہے - غرض کہ تمام نوادرات
دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - اس میوزیم کیلئے مکمل میوزیم
گائڈ کی ضرورت ہے کہ دیکھنے والوں کی دلچسپی اور میوزیم کی
شہرت میں اضافہ ہو - میوزیم گائڈ کس طرح مرتب ہو: -

اسی سلسلہ میں
آئندہ شمارہ میں "میوزیم نمبر" نمونتاً پیش کیا جائیگا -
امید کہ ارکان کمیٹی ہماری تحریک کو قبول فرمائیں گے -

ناظرین پیغام

ورثاء سالار جنگ بہادر

نواب تراب یار جنگ بہادر نواب سالار جنگ ثالث مرحوم کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ آپ کے دل میں قومی جذبہ ہے۔ آپ علم دوست ہیں آپ کا علمی ذوق و شوق قابل قدر ہے۔ آپ کو شعر و سخن سے خاص دلچسپی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی۔ خوش مزاجی اور ہمدردی کی عام شہرت ہے آپ پابند مذہب اور محب اہلبیت اطہار ہیں۔ آپ کے فرزند نواب عباس یار جنگ بہادر ذہین، خوش طبع خوش اخلاق اور ہمدرد ہیں۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کی مصداق ہیں

سالار جنگ ثالث مرحوم کے حقیقی چھ ماموں زاد

مولانا مولوی سید عبداللہ صاحب مرحوم نواب ذیقدر برادر سالار جنگ ثالث مرحوم کے ماموں محتاج تعارف نہیں آپ عظیم الشان خاندان سید عبداللہ مجتہد اعلی اللہ مقامہ اور خاندان منصور الدولہ کرار جنگ کے معزز رکن تھے آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں

(۱) مولوی سید کاظم حسین صاحب: ۔ آپ کو نامی کتابیں دیکھنے کا بیحد شوق ہے۔ آپ بہترین شاعر ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی اکثر غزلیں اور نظمیں پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ کو حلقۂ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ کی ہم کلامی سے احباب کا تاریک مستقبل روشن ہو جاتا ہے۔

(۲) مولوی سید احمد صاحب: ۔ آپ اعتدال پسند ہیں۔ موصوف دوسروں کے دماغ سے سوچنے کے عادی نہیں۔ اپنی ذاتی رائے رکھتے ہیں۔ زندہ دل خلیق اور ہمدرد ہیں۔ گروہ حیدری قدیم کے آپ قدیم ممبر کا ہیں سے ہیں۔

(۳) مولوی سید حسن عرف پاشاہ صاحب: ۔ آپ کی زندگی کا لائحہ عمل خصوصاً مذہبی اداروں کے ساتھ مشغل راہ ہے۔ آپ حیدرآباد شیعہ کانفرنس کے صدر ہیں۔ آپ کے قومی اور مذہبی کارنامے قابل تحسین ہیں۔ آپ قومی تعمیری کاموں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ آپ میں ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ کسی فرد کو نفی میں جواب نہیں دیتے۔ آپ کاموں میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ آپ سے ملنا بعض وقت دشوار ہو جاتا ہے۔ آپ ادارہ شادی و غم میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ آپ کے ان نمایاں کارناموں کی شہرت عام ہو چکی ہے۔

(۴) مولوی سید حسین صاحب عرف بچو میاں: ۔ آپ ہر دلعزیز ہیں آپ کے دوستانہ تعلقات وسیع ہیں۔ آپ کو انڈور گیمس میں خاص مہارت حاصل ہے۔ موصوف کے اعلیٰ فنی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے احباب آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے چھوٹوں اور برابر والوں سے بہ محبت پیش آتے ہیں

(۵ و ۶) سید عبدالوہاب صاحب اور سید عبدالحمید صاحب ہر دو حضرات خاندانی شرافت اور انسانیت کے وارث نیک طینت۔ خجستہ خصلت ہیں۔

ارکان کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر

(۱) نواب مہدی نواز جنگ بہادر (صدر نشین) اپنے حسن انتظام اور خوش سلیقگی کے باعث ہمیشہ مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ انہیں خصوصیات کی وجہ آپ کمیٹی کے صدر نشین مقرر ہوئے

(۲) مولوی ہادی علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ۔ آپ تجربہ کار خلیق اور بے لوث کمیٹی کے ممبر ہیں

(۳) مولوی احمد علی خاں صاحب تعلقدار وظیفہ یاب: ۔ آپ نہایت ذہین۔ مدبر۔ حلیم الطبع۔ مردم شناس ہیں۔

(۴) جناب ایل این گپتا صاحب آئی۔ اے۔ ایس معتمد طبابت آپ کے کارہائے نمایاں قابل ستائش ہیں۔ آپ کو عوام کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے

READERS OF PAIGAM

Sri Chander Rao, S. E., P. W. D., Warangal

Sri Aga Hyder

Sri Akbar Bhai &

ANDHRA PRADESH

Sri Ranga Reddy

Sri J. V. Narsing Rao

Sri Kala Venkat Rao

Sri Tima Reddy

Sri J. Venkat Reddy Naidu
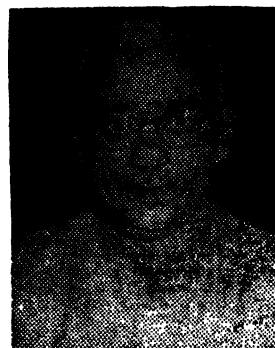
Sri K. Brahamanand Reddy
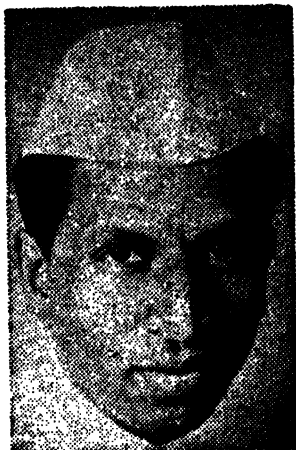
MINISTERS OF

Sri V. B Raju

Sri Sanjiva Reddy
Chief Minister

Sri M. Narsingh Rao

Sri Pattabhi Ram Rao

Sri Mahdi Nawaz Jung

Sri Sanjiviah

Sri Yadgir Rao, H. M. C. Councillor

Sri Mohamed Osman, S. E. Medak Circle

Sri Askari Hasan

Sri Hakim Asheq Ali & his sons

Sri G. Daniah, H. M. C. Cou

(۵) مولوی عبدالوہاب صاحب مہتمم اسٹیٹ سالار جنگ بہادر۔ آپ نہایت خوش اخلاق ملنسار۔ ہمدرد رحمدل۔ علم دوست۔ دیانتدار پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ انتظامی قابلیت لائق صد ستائش ہے۔

احباب پیغام

ملا اکبر بھائی:۔ آپ کے عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر نظر آرہا ہے۔ آپ ہمیشہ حیات انسانی کے معیار بلند کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ کو حلقہ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ نے حال ہی میں بہ مسرت تشریف آوری عالیجناب پرنس علیخاں عمرانہ پر عہدہ داران مقامی و معززین کو مدعو کیا تھا۔ عمرانہ کے بعد پرنس نے ملا صاحب کے ساتھ تصویر کھینچا کر عزت بخشی۔

(۲) جناب موسیٰ خاں صاحب کنٹہ دار تعمرات (ورنگل) آپ کے اخلاق کی شہرت عام ہے۔ آپ کی غریبوں پر ہمیشہ ہمدرد نگاہ پڑتی ہے۔ آپ کے کام سے عہدہ دار مطمئن رہتے ہیں۔ آپ جو کام لیتے ہیں حسن وخوبی سے بلا شکایت انجام دیتے ہیں۔

(۳) مولوی عسکری حسین صاحب راحی ابن مولوی حاجی میر علی محمد صاحب نامی وکیل۔ آپ ایک معزز خاندان موسومہ "کرٹورے صاحب" سے رکھتے ہیں۔ آپ کی قومی دلچسپیاں امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کے قومی خدمات اور جذبات مشعل راہ ہیں۔

(۴) حکیم سید ممتاز مہدی صاحب خلف حکیم میر عاشق علی صاحب مرحوم۔ آپ کے جد اعلیٰ حکیم میر قربان علی خاں صاحب رضوی افضل الدولہ بہادر کے شاہی طبیب خاص اور خان کے خطاب سے ممتاز تھے۔ آپ بڑی توجہ سے علاج کرتے ہیں دوا سے زیادہ آپ کے اخلاق سے مریض شفا پاتے ہیں۔ آپ کے دواخانہ کا نظم ونسق قابل تعریف ہے۔

مولوی آقا حیدر صاحب:۔ آپ کے والد مولوی آقا محمد مہدی حسن صاحب مرحوم مختار الملک یمین السلطنت کے مذہبی اتالیق تھے اور جو سالار جنگ مرحوم کے بھی استاد رہے۔ آپ محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا ہر عمل قابل یادگار ہے۔ آپ کی علمی لیاقت عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے

مولوی سراج الدین صاحب مہتمم تعمیرات سالار جنگ اسٹیٹ آپ کا ہر شخص ثناخواں ہے۔ ادائے فرض کی طرف ہمیشہ آپ کی توجہ رہتی ہے۔ آپ کی جفاکشی اہل دفتر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ آپ کا عمل مطابق کلام ہے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کی عام شہرت ہے۔

اجرت اشتہارات

ٹائٹل کا صفحہ اول آرٹ	۱۵۰ روپیہ
" " دوم	۱۰۰ "
" " سوم	۱۰۰ "
" " آخر	۱۲۵ "
سنگل کالم انچ	ایک روپیہ
درمیانی مکمل صفحہ چکنے کاغذ پر	۸۵ روپیہ
نصف صفحہ	۵۰ "
¼ صفحہ	۲۵ روپیہ

شرح چندہ پیام سالانہ ۱۲ روپیہ
ششماہی ۷ "

اظہار تشکر

ہم جملہ ممبرانِ کمیٹی و اسٹاف سالار جنگ بہادر جنہوں نے اشاعت سالار جنگ نمبر کیلئے تعاون فرمایا بدل مشکور ہیں ۔ سری کے کاسری پاٹھی ناظم اطلاعات سری مانوی نرسنگ راؤ نائب ناظم اطلاعات کے اخلاق اور تعاون عمل قابلِ ستائش ہے

ادارہ پیام

سید سجاد حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے صحیفہ پریس میں چھپوا کر کوٹلہ عالیجاہ ۲-۶-۷۴۳ حیدرآباد دکن سے شائع کیا ۔

MIR JAFER ALI, Chief Engineer,
Naga Arjun Sagar Project.

Jahangir and Noorjehan enjoying fire works

PRINTED AT THE MODERN PRINTING HOUSE, JAMBAGH ROAD, HYDERABAD-DN.

جلد ۲ — مئی ۱۹۵۷ — شمارہ ۴

سالار جنگ نمبر

Garden View of Guest House, Mir Alam Tank.

Guest House, Mir Alam Tank.

SIR SALAR JUNG I

MUNIR-UL-MULK,
uncle of Salar Jung

SIR SALAR JUNG III

SIR SALAR JUNG II

معدنِ امامت حضرت علی علیہ السلام کے سبق آموز جواہر ریزے

غریبوں - یتیموں - بیواؤں کی پرورش

وزراء و حکامِ ریاست - صدر نشین و اربابِ کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر کیلئے درسِ عمل

حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں :-
"(اے گورنرِ مصر) تو سوسائٹی کے ادنیٰ درجہ کا خیال رکھ، یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے، مسکین ہیں، ضرورت مند ہیں، فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور کمانے سے عاجز ہیں، اسی طبقہ میں قانع لوگ ملتے ہیں جو کسی سے سوال نہیں کرتے، جن حقوق کی حفاظت کا تجھ سے سوال کیا گیا ہے تو اللہ کیلئے اُن حقوق کی حفاظت کر۔ ان لوگوں کے لئے اپنے بیت المال سے بھی کچھ مقرر کر دے، اور ہر شہر میں جو اسلام کی املاکِ خالصہ ہے اس کے حاصل میں سے بھی ان کو کچھ دے، دور رہنے والے محتاجوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا پاس والوں کا، اور ہر ایک کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے"

یہ لنگڑے لولے فقیر جو ہندوستان کی سڑکوں پر بھیک کے پڑے رہتے ہیں، یہ نوجوان جو بیکاری اور تنگدستی سے مجبور ہو کر فقر و فاقہ سے عصمت فروشی پر مجبور کر دیا ہے، یہ کمزور اور ناتوان بچے جو بیکار خاتون کے کاتوں اور سرمایہ داروں کے گھر میں غلامی کر رہے ہیں زبانِ حال سے اعلان کر رہے ہیں کہ دنیا سے ہمدردی اُٹھ گئی، عدل و انصاف مٹ گیا، غربا پروری اور یتیم نوازی کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:-
"لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آئے گا کہ سرمایہ دار اپنے مال کو خود ہی ہیٹ کر جایا کریں گے حالانکہ ان کو ایسا حکم نہیں دیا گیا۔ خدا تو فرماتا ہے کہ تم آپس میں احسان کرنے کو فراموش نہ کرو، اس زمانے میں شریر لوگ سرکشی کریں گے اور اچھے آدمی ذلیل و خوار ہوں گے، لاچار آدمی جن کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہوگا اُن کے ساتھ تجارت کی جائے گی حالانکہ ہمارے رسولؐ نے بے زر اور محتاج آدمی سے نفع لینے سے منع کیا ہے، اس کی تو مذمت کرنی چاہئے۔"

درسِ وحدت دے رہے تھے دوشِ احمدؐ سے علیؑ
ایسے واعظ کیلئے ایسا ہی منبر چاہیئے

جلد ۲ ۸ مئی سنہ ۱۹۵۷ء - شمارہ ۷

اداریہ

نواب یوسف علی خاں بہادر

سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومت ہند کے سایہ میں

حضور نظام کی خفگی کے خیال سے سالار جنگ مرحوم کی
لی تمنائیں انکے سینے میں
بی رہیں

اس وقت نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کے حالات ہمارے پیش نظر ہیں۔ تاریخی ورق گردانی سے اور انکے عملی کارناموں سے انکی زندگی کا خاکہ مرتب کیا جاسکتا ہے۔ نواب صاحب ممدوح کی زندگی اپنے اندر حسن انفرادیت اور شان خصوصیت رکھتی ہے۔ اگر ان کی زندگی کے واقعات پر تدبر سے غور کیا جائے اور نظر بصیرت سے دیکھا جائے تو ان کی زندگی کے حالات نسبتاً زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز نظر آئیں گے۔ مورخ کی نظر صرف سیاسیات اور ملکی فضا پر پڑھتی ہے افسانہ نگار کی حد نظر افسانہ تک محدود رہتی ہے لیکن صحیفہ نگار کردار کے ان گوشوں کو منظر عام پر لاتا ہے جو زندگی کا پس منظر ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صحافت نفسیات کی رصدگاہ ہے۔ مورخ بہت زیادہ ظاہرہ صورت گری سے کام لیتا ہے اور صحیفہ نگار ان چھپی ہوئی چیزوں کو باہر لاتا ہے جسے دیکھکر دنیا حیران رہ جاتی ہے۔

دنیا میں ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز سے محبت ہوتی ہے۔ کوئی شخص اپنے بیٹے کو زیادہ چاہتا ہے کوئی اپنی اہلیہ کو کسی کو اپنے وطن سے والہانہ شیفتگی ہوتی ہے۔ غرض اس وقت ایک ایسی محبت کو پیش کیا جاتا ہے جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد اور نفسیاتی حرکتوں سے بہت زیادہ قریب ہے۔ یہاں یہہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعض افراد واقعی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کیلئے خلق ہوتے ہیں۔

نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی زندگی کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے والا یہی کہیگا کہ ان میں عام انسانوں سے زیادہ یہی ندرت پائی گئی کہ وہ حد درجہ کے خوددار غیرت و حمیت کے دلدادہ حوصلہ مند اور باہمت انسان تھے۔ یوں تو ہر ایک کو کہتے سنا "ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی"۔ لیکن اس پر عامل بہت کم نظر آئے۔ وقت پر کسی نے نہ تو تلوار منگوائی اور نہ ضامنی طلب کی۔ وقت پر ضامنی باندھنا اور اسلحہ خانہ سے تلوار منگوالینا اور بات ہے۔

سالار جنگ بہادر مرحوم اعلیٰ خاندان کے رکن رکین تھے جنہیں عزت بہت پیاری تھی۔ جب مدار المہامی کی خدمت سے آپ سبکدوش ہوئے اس کے ساتھ ہی عہدۂ وزارت ختم ہوا اور باب حکومت کا قیام عمل میں آیا آپ نے عہدۂ صدر اعظمی کو منظور نہ کیا۔ جب آبا و اجداد اور ان کے وقار کی ناقدری محسوس ہوئی انہوں نے اپنی روش بدلی اور احساس رنج و غم کو مٹانے مختلف پہلو نکالے۔ بچپن ہی سے نوادرات جمع کرنے کا شوق تھا آبا و اجداد کا جمع کیا ہوا نوادرات کا ذخیرہ جو پہلے ہی سے موجود تھا اسکو دیکھکر شوق تازہ ہوا۔ دلمیں نئی تمنائیں کروٹیں لینے لگیں۔ بیکاری میں یہ شوق ابھرا

اور انکی زندگی کا تنہا مشغلہ بن کر رہ گیا۔ نوادرات
پرکھنے میں انہیں کامل مہارت حاصل تھی۔ موتی اور
جواہرات کی پرکھ میں یہ اپنی آپ نظیر تھے۔ ماہرین خطاطی
کے خط پہچاننے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ خطاطی کا
نمونہ دیکھتے ہی استاد کا نام بتا دیتے تھے۔ میر علی ہروی اور
عبدالرشید دیلمی کا خط انہیں بہت پسند تھا۔ مشہور خطاط
یاقوت المستعصمی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کو بڑی قدر
کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور اسکو حاصل کرنے
لاکھوں کا ہدیہ دینے سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے۔ پرانی
قلمی تصاویر کی نقل چاہے کتنی ہی مکمل کیوں نہ ہو انکی نظر
نقلی ہونیکا ثبوت دیدیتی تھی اور جو اصلی فن مصوری
کی تصویر نظر آتی وہ فوراً خرید لیتے تھے۔ قالین کے ٹانکے
اور پھندنے دیکھکر اسکی ساخت کا پتہ لگا لیتے تھے۔
غرض نوادرات میں ایسی کوئی شئے نہیں جو انہوں نے
نہ لی ہو۔ قلمی کتابیں۔ خطاطی کے نمونے۔ مشرقی اور مغربی
مصوری کے شاہکار۔ خوبصورت برتن۔ ہیرے جواہرات
اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی چیزیں۔ فرنیچر۔ مجسمے۔ نایاب
ہتھیار۔ صنعتی نادر نمونے جمع کئے اور اتنا ذخیرہ جمع
کر لیا گیا کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو تنہا
بذات خود اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہو۔

نواب صاحب مرحوم کی دلی تمنا تھی کہ جمع کئے
ہوئے نوادرات کو ایک مستقل وسیع عمارت میں سلیقہ سے
رکھا جائے۔ اس خصوص میں کئی عمارتی نقشے تیار کروائے
گئے۔ کبھی روسی شاہوں کے محل کے نقشے اور کبھی عظیم الشان
مغربی عمارتوں کے نقشے زیر غور رہے۔۔ عجائب گھر کیلئے
کبھی پونہ کبھی اوٹی کا خیال آیا اور کبھی حیدرآباد ہی میں
اسکے قیام کا خیال ہوا۔ نواب صاحب جب چاہتے عمارت
تیار ہو جاتی اور عجائب گھر کا قیام کوئی مشکل امر نہ تھا
لیکن معلوم نہیں کیا خوف مانع ہوا کہ انکی یہ تمنا پوری
نہ ہو سکی۔ نواب صاحب کے قریب رہنے والوں کی
زبانی اسکی وجہ معلوم ہوئی کہ نواب صاحب نے عجائب گھر
جو قائم نہ فرمایا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ اسوقت شہنشاہی
اور شاہی مطلق العنانی کا دور تھا۔ اگر نواب سالار جنگ
بہادر مرحوم اپنے جمع کئے ہوئے نوادرات کو عجائب گھر کی
شکل دیدیتے تو یہ ممکن تھا بلکہ اس کا یقین تھا کہ حکمران
جمع کی ہوئی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے اور انہیں ان میں
سے جو بھی چیز پسند آجاتی اخلاقی طور پر ان کی نذر کر دینی
پڑتی۔ نواب سالار جنگ مرحوم کو جمع کئے ہوئے نوادرات
اتنے عزیز تھے کہ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے سے جدا کرنا نہ
چاہتے تھے۔ اور انھیں اس خصوص میں خاص طور پر
حضور نظام کی خفگی کا بھی خیال تھا۔ وہ حضور نظام کو ناراض
کرنا بھی نہ چاہتے تھے کہ بغیر اجازت انکے کوئی کام انجام پائے
اسلئے تمام نوادرات محلوں اور کوٹھوں میں اس طرح
بند رکھے گئے کہ دوسروں کو ان کی پوری طرح خبر ہونے
نہ پائی۔ کوٹھوں میں جو نوادرات رکھے گئے وہ بھی اس
طرح کہ نقلی چیزیں تو سامنے رکھی گئیں اور ان کے پیچھے
اصلی اور بیش بہا چیزیں چھپا دی گئیں۔ ان کے انتقال
کے بعد جب یہ کوٹھے کھولے گئے اور عجائب گھر کیلئے
اشیاء چھانٹے گئے یہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ وارفیلڈ
کے مشہور عالم کارخانے کے بنے ہوئے نفیس جھاڑ فانوس
ادنیٰ قسم کے جھاڑ فانوس کے انبار میں چھپا دئے گئے تھے
منگ دور کے لاجواب چینی کے گلدان اور مرتبان چینی
کے معمولی ظروف کے پیچھے رکھے ہوئے تھے۔ ان کا بہترین
فرنیچر سرور نگر کے محل میں رکھا ہوا تھا۔ کافور کی بو دینے
والی بیش قیمت الماری ایک معمولی سی بڑی الماری کے
پیچھے گرد سے اٹی ہوئی پڑی تھی۔ ان حالات سے اسکا
یقین ہوا کہ واقعی نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کو اندیشہ
تھا کہ آرٹ کا بیش قیمت خزانہ کہیں انکے ہاتھ سے نکل
نہ جائے ایک حد تک ان کا یہ اندیشہ بے جا بھی نہ تھا

نواب سالار جنگ نے قلب کی حرکت بند
ہو جانے سے اچانک انتقال کیا۔ چونکہ ورثاء کے
حقوق زیر بحث رہے حکومت ہند نے پوری جائداد

ایک وقف کمیٹی کے سپرد کردی اور نوادرات کو ترتیب دیکر ایک میوزیم کی شکل میں دو سال کی لگاتار محنت کے بعد قائم کردیا۔ اسطرح سالار جنگ مرحوم کی تمنائیں حکومتِ ہند کے سایہ میں بارآور ہوگئیں۔ اور دسمبر ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے مبارک ہاتھوں سالار جنگ میوزیم کا افتتاح دیوان دیوڑھی میں ہوا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومتِ ہند کے اس نیک اقدام سے سالار جنگ ثالث مرحوم کی قوتِ عزم و عمل کی یادگار قائم ہوگئی اور نوادرات کا چھپا ہوا خزانہ عوام کے سامنے آگیا جو اب کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا نہ کسی ہاتھوں برباد ہوسکتا ہے۔ حکومتِ ہند کا یہ مستحسن اقدام واقعی قابلِ مبارکباد ہے۔

مختصر خاندانی حالات

نواب سالار جنگ بہادر مرحوم

حقیقتیں خود بخود منکشف ہوجاتی ہیں اُن پر پردہ ڈالنے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے ۔ آپ کا علمی اور عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر سب کو نظر آرہا ہے جن حقیقت پسند نگاہوں نے ذی مرتبت ہستیوں کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا ہے وہ اس امر کی شہادت دیں گے کہ ذی مرتبہ امراء میں آپ کو ایک ممتاز درجہ حاصل تھا ۔

آپ کے قومی خدمات اور مصروفیات کی خوبی یہی تھی کہ عوام کی علمی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کیلئے آپ نے جو اسباب مہیا کئے وہ رہتی دنیا تک مفید کار آمد ثابت ہوں گے ۔ اور آپ میں خاص خصوصیت یہ تھی کہ اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو دوسروں کے اشاروں پر صرف نہیں فرماتے تھے ۔ آپ کی وسعت نگاہ بہت بلند تھی ۔ آپ بندگانِ خدا کی کراہتی ہوئی آوازوں پر بے چین ہوجاتے تھے ۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجہ اتم موجود تھا ۔ آپ کے خاندانی خطاب ہی سے آپ کے خاندان کا پتہ چلتا ہے ۔ آپ اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کی شہرت صرف ریاستِ حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں پھیل گئی ۔

آپ کا سلسلۂ خاندان رسولِ خدا کے مشہور صحابی شیخ اویس قرنی رحؒ سے پینتیسویں ۳۵ پشت میں ملتا ہے ۔ اویس ثانی جو اویس قرنی کی دسویں پشت میں گذرے مدینہ منورہ میں اوقاف کے متولی تھے ۔ اپنے فرزند شیخ محمد علی کے ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے ۔ بیجاپور میں ۱۰۶۷ھ - ۱۶۵۶ء سکونت اختیار کی ۔ شیخ محمد علی نے مُلّا احمد مدار المہام دربار عادل شاہی کی صاحبزادی سے شادی کی اور بیجاپور میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے ۔ آپ کو دو فرزند ہوئے ایک شیخ محمد باقر اور دوسرے شیخ محمد حیدر

شیخ محمد باقر آپ نے ایک شریف الخاندان شیخ علیخاں کی ہمشیرہ سے شادی کی ۔ کچھ ہی دنوں بعد عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفےٰ خاں وزیر بیجاپور کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر سلطنت مغلیہ میں حاضر ہوئے ۔ آپ کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری شاہ جہان آباد اور کشمیر کی دیوانی کی خلعت عطا ہوئی اور اس کے بعد آپ کا تبادلہ ریاست نظام شاہی میں ہوگیا اور آپ دکن میں وارد ہوگئے ۔ بمقام اورنگ آباد ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء میں آپ نے انتقال فرمایا ۔ آپ کے فرزند شیخ محمد تقی تھے ۔

شیخ محمد تقی ۔ آپ کو بعہد اورنگ زیب تین ہزار پیادوں کی افسری اور بہادر شاہ کے زمانہ میں پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوار کی افسری عطا ہوئی اور شاہ فرخ سیر کے عہد میں دربار کے معزز اراکین میں شامل ہوئے اور بزمانہ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول آپ تمام قلعہ جات کی فوج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے ۔ آپ کی وفات ۱۱۴۵ھ ۱۷۳۲ء میں ہوئی ۔

آپ کے فرزند شمس الدین محمد حیدر تھے ۔

شمس الدین محمد حیدر اورنگ زیب نے عہد خلیفت ہی میں سو پیادوں کی افسری پر مامور کیا جب آپ سن بلوغ کو پہونچے حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر کے حضور میں حاضر کئے گئے - یہاں آپ کو دو سو سواروں کی افسری اور فیل خانہ نگرانی عطا ہوئی - بعد تین سو پیادوں کی افسری زیادہ کی گئی - جب آصفجاہ بہادر دہلی تشریف لے گئے تھے تو آپ عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے تھے - نادر شاہ کے حملہ کے بعد آپ کی افسری پانچسو کی ہوئی اور حیدر یار خان خطاب مرحمت ہوا - رفتہ رفتہ آپ کو پندرہ سو پیادے اور پانچسو کی افسری عطا ہوئی - امیر الملک صلابت جنگ بہادر کے عہد میں پانچ ہزار پیادے چار ہزار سوار خلعت پالکی - نشان نوبت - منیر الدولہ اور شیر جنگ خطاب مرحمت ہوا اور مصاحب آصفجاہ مقرر ہوئے اس کے بعد سات ہزار پیادے - سات ہزار سوار اور منیر الملک کے خطاب سے سرفرازی ہوئی - ترقی کرتے کرتے دیوان سلطنت دکن مقرر ہوئے - بوجہ پیرانہ سالی اورنگ آباد میں آپ نے سکونت اختیار کی لیکن نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی مغفرت مآب نے آپ کو اورنگ آباد کی نظامت پر مقرر فرمایا - ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷۷۵ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا آپ کے دو فرزند تھے (۱) صفدر خاں (۲) تقی یار خاں - تقی یار خاں کا انتقال باپ کے مرنیکے سات سال بعد ہو گیا -

صفدر خاں بعہد نظام علی خاں بہادر آپکو دو سو روپیہ کی منصب اور داروغۂ فیل خانہ کا عہدہ عطا ہوا - مظفر جنگ بہادر کے زمانہ میں تین ہزار پیادہ اور سو سواروں کی افسری عطا ہوئی - امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد میں اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوئے - رفتہ رفتہ تین ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار نوبت ونشان سے عزت حاصل کی ۱۷۷۲ء میں غیور جنگ اور اشجع الدولہ کا خطاب پالکی اور منصب پنجہزاری تین ہزار سوار اور اشجع الملک ۱۲۰۵ھ ۱۷۹۰ء میں خان خاناں کا خطاب عطا ہوا اور دیوانی صوبہ جات دکن پر مقرر ہوئے - اور اسی سال آپ نے وفات پائی آپ درگاہ قلی خاں موتمن الدولہ خاں دوراں سالار جنگ مرحوم کے داماد تھے - آپ کے چار فرزند محمد تقی خاں حسن رضا خاں - علی زماں خاں اور امین الملک تھے

علی زماں خاں بعہد حضرت غفران مآب آپ کو خطاب ملی - منصب پنج ہزاری سہ ہزار سوار علم ونقارہ - نشان ونوبت - عماری وپالکی خدمت بخشی گیری بادشاہی عطا ہوئی - آپ نے میر ابو القاسم میر عالم مرحوم ومغفور کی چھوٹی صاحبزادی سے شادی کی اور بعد انتقال میر عالم مرحوم ومغفور (مدار المہام وقت) آپ دیوانی کی خدمت سے سرفراز ہوئے اور بعہد ناصر الدولہ بہادر آپ کو خطاب امیر الامرائی ہوا - آخرکار ۷ شعبان ۱۲۴۶ھ میں وفات پائی آپ کے چار فرزند صفدر علی خاں - محمد علی خاں - عالم علیخاں اور چوتھے اکرام الدولہ تھے -

محمد علی خان آپ علی زمان خاں کے دوم اور صفدر خاں کے پوتے تھے آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے - آپ کی شادی سید کاظم علی خاں مختار الدولہ (جد اعلیٰ نواب شہاب جنگ مرحوم سابق وزیر تعمیرات و کوتوالی عامہ سلطنت آصفیہ) کی صاحبزادی سے ۱۹۰۹ء میں ہوئی جن کے بطن سے نواب تراب علی خاں بہادر مرحوم ومغفور سر سالار جنگ اول مختار الملک (جی سی ایس آئی) پیدا ہوئے - آپ کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا - نواب تراب علی خاں بہادر نہایت کمسن تھے -

نواب تراب علی خاں بہادر سر سالار جنگ اول

آپ نواب محمد علی خاں کے اکلوتے بیٹے اور علی زماں خاں کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ م جنوری ۱۸۲۹ء میں ہوئی چونکہ نہایت کمسنی میں آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ کے عم بزرگوار نواب عالم علیخاں مرحوم سراج الملک نے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ آپ کی انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ آپ اپنے چچا کے عہد وزارت میں ۱۲۶۳ھ میں تلنگانہ اور تھیم کے تعلقدار مقرر ہوئے۔ نواب سراج الملک کے انتقال کے پانچویں روز ۲۱ شعبان ۱۲۶۹ھ کو پیشگاہ سلطانی سے خلعت وزارت عطا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا ہندوستان کی قومی ارتقائی منزلیں تنزل پذیر تھیں۔ انسانی چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ سیاسی انتشار اور افراتفری کا زمانہ تھا۔ ہر طرف نظم ونسق کی بدنظمی تھی۔ خزانۂ شاہی خالی ہو چکا تھا۔ اتنی بھی خزانۂ شاہی میں گنجائش نہ تھی کہ ملازمین کو تنخواہ ایصال کی جاتی۔ شاہی اقرباء اور منصبدار بھی اس مصیبت سے مستثنیٰ نہ تھے۔ شاہی جواہرات بتوسط دکنش انگلستان بغرض رہن بھیجدیے گئے تھے مقامی ساہوکاروں کا (۲،۷۰۰۰۰۰۰) دو کروڑ ستر لاکھ کا قرضہ واجب الادا تھا۔ یہ ایسے امور تھے اس کی سنبھال مشکل تھی لیکن سر سالار جنگ اول نے اپنے حسن تدبر سے اس بدنظمی کو حسن وخوبی کے ساتھ سنبھال لیا۔ ایک ایسا دستور مرتب کیا کہ جس کی روشنی میں موجودہ حکومت کا نظام بھی قائم ہے۔

اگسٹ ۱۸۶۴ء میں مجلس مالگذاری کا قیام عمل میں آیا ۱۸۶۷ء میں ضلع بندی ہوئی۔ پانچ صوبے اور سترہ اضلاع قائم ہوئے اور ریاست کا ۱/۳ تہائی حصہ صرفخاص میں شامل ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں صدرالمہامی اور وزراء کا تقرر عدالت۔ مال۔ کوتوالی اور متفرق شعبوں کیلئے عمل میں آیا۔ اور ان خدمات کیلئے امراء وشرفاء منتخب ہوئے جنمیں قابل ذکر (۱) نواب بہرام الدولہ بہادر مرحوم مکرم الدولہ مرحوم۔ شمشیر جنگ مرحوم اور شہاب جنگ مرحوم ہیں۔ فروری ۱۸۶۹ء نظام افضل الدولہ بہادر کا انتقال ہوا اس وقت نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی عمر تین سال کی تھی۔

یہ سالار جنگ بہادر کا سیاسی تدبر تھا کہ افضل الدولہ بہادر کے انتقال کے بعد ہی نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی شاہی کا اعلان کر دیا گیا اور ریاست کے انتظامی امور سر سالار جنگ اول مرحوم اور نواب شمس الامراء کے سپرد ہوئے نومبر ۱۸۷۵ء میں سر سالار جنگ بہادر اور چند امراء پرنس آف ویلیس کے خیر مقدم کیلئے منجانب حضور نظام وکالتاً بمبئی روانہ ہوئے۔ پرنس آف ویلیس نے ایک تلوار جس کے قبضہ پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ایک جڑاوی انگوٹھی ایک تمغہ طلائی جس پر شہزادہ کی تصویر کندہ تھی عطا کی ۱۸۷۶ء میں سر سالار جنگ کو ستارۂ ہند ([illegible]) کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ اسی سال آپ انگلستان بھی تشریف لے گئے۔ آپ کو آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف سیول لاڈی۔ سی۔ ایل کی ڈگری عطا ہوئی۔ اور سوا دو ماہ تک مختلف ملکوں کی سیاحت کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔ دسمبر ۱۸۷۶ء میں حضور نظام نواب میر محبوب علی خاں کے ہمراہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کے جشن تاجپوشی میں شرکت کیلئے دہلی روانہ ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں نواب شمس الامراء کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد نواب وقار الامراء سر سالار جنگ اول کے شریک رہے ۱۸۸۱ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو کل انتظام تنہا سالار جنگ اول ہی کے سپرد رہا۔ ۱۸۸۲ء میں ڈیوک جان میلکن برگ کو تالاب میر عالم پر مدعو کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد جب سالار جنگ اپنے محل کو واپس ہوئے ان کی حالت غیر تھی مرض ہیضہ میں مبتلا ہو چکے تھے ۸ فروری ۱۸۸۳ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

اولاد دوصاحبزادیاں موسومہ بڑی صاحبزادی جو نواب محترم الدولہ بہادر خلف مبصر الدولہ سے اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ نواب بہرام الدولہ مرحوم خلف نواب سلطوت جنگ بہادر سے بیاہی گئیں۔

آپ دو صاحبزادے نواب لائق علی خاں بہادر اور نواب سعادت علی خاں بہادر چھوڑ گئے تھے۔

نواب لائق علی خاں مرحوم سالار جنگ ثانی

آپ کی ولادت ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا انتظام محل ہی میں ہوا۔ اس کے بعد آپ مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے جب اردو فارسی کی تعلیم مکمل ہو چکی ۱۸۸۰ء میں انگریزی تعلیم کیلئے آپ انگلینڈ روانہ ہوئے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی میں آپ کی قابلیت مسلم رہی جب آپ کے والد سر سالار جنگ اول کا ۱۸۸۳ء میں انتقال ہوا دو سال کے بعد لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند غفران مکان کے مسند نشینی کی رسم میں شریک ہوئے اور اس مبارک رسم کے موقع پر اسی روز آپ کو عہدہ دیوانی اور خاندانی خطابات سے نیز عماد الملک کے معزز خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ آپ کو غفران مکان رح بہت عزیز رکھتے تھے۔ غفران مکان رح کی خاص عنایتوں کو دیکھکر حاسدین کے ایک گروہ نے فتنہ پردازی کا رنگ اختیار کیا اور اس فتنہ پردازی کی وجہ بد دلی کا یہ عالم ہو گیا کہ آپ اپریل ۱۸۸۷ء میں خدمت مدار المہامی سے مستعفی ہو گئے اور ساتھ ہی آپ مغربی ممالک کو روانہ ہوئے انگلستان میں شاندار طریقہ پر آپ کا استقبال ہوا۔ ملکہ معظمہ نے آپ کو ماہ اگسٹ ۱۸۸۷ء میں کے سی آئی ای کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اعزاز کو دیکھکر مخالفین کے دلوں پر سانپ لوٹ گئے اور غفران مکان رح بھی حقیقت حال سے واقف ہو چکے لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور آپ عالم جوانی ۱۸۸۹ء میں عین عالم شباب میں جبکہ آپکی عمر ۲۷ سال کی تھی اس دنیا سے سدھارے۔ اگر آپ اور کچھ دن زندہ رہتے تو حاسدین کے چہروں پر سے فتنہ پردازی کے نقاب الٹ جاتے اور آپ یقینی پھر عہدہ وزارت پر رہ کر آبائی لیاقت کے جوہر دکھاتے لیکن آپ کے ناگہانی انتقال سے غفران مکان رح کو دلی صدمہ ہوا

شادی اور اولاد نواب لائق علی خاں بہادر سالار جنگ ثانی نے آقا ابوالحسن مرحوم ابن آقا سید عبداللہ حسینی کی دختر نواب ترتیب بیگم صاحبہ سے جو نواب منصور الدولہ کرار جنگ ثانی کی نواسی اور مولوی سید عبداللہ صاحب کی بہن ہوتی تھیں شادی کی۔ ان کے بطن سے نواب یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ ثالث پیدا ہوئے

نواب یوسف علیخاں بہادر سر سالار جنگ ثالث

آپ یوم جمعہ ۱۴ شوال ۱۳۰۶ھ م ۱۳ جون ۱۸۸۹ء پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ایک سال ہی کے اندر آپ اپنے چچا نواب منیر الملک کے سایہ سے محروم ہو گئے جنہیں بھائی کے مر جانے کا بے حد صدمہ ہوا تھا اور مرض دق میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وقت دختر منیر الملک نواب کریم النساء بیگم صاحبہ کی عمر پانچ سال کی تھی یہ حادثات ایسے جانکاہ تھے کہ ایک ماہ کے بھتیجے اور پانچسالہ معصوم یتیم بچی کی پرورش محال تھی۔ نواب یوسف علی خاں بہادر اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پاتے رہے اور کریم النسا بیگم صاحبہ اپنی خالہ نور النسا بیگم بڑی صاحبزادی نواب سالار جنگ اول کے زیر نگرانی رہیں مسز پورلین نواب یوسف علی خاں بہادر کی ترس تھیں اور کریم النساء بیگم کی انگریزی اتالیق مس الیوس اور عربی آتالیق فاطمہ بی تھیں غفران مکان رح نے سر سالار جنگ ثالث کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ آپ نے مذہبی تعلیم مولوی آقا حیدر صاحب کے والد محمد مہدی حسن صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ نواب سالار جنگ بہادر

نے آقا حیدر صاحب کو سرکار عالی کی ملازمت ترک کرواکر
اسٹیٹ کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر فرمایا (صاحب موصوف
اب مہتمم بازارات ہیں اور دیگر شعبہ جات ان کے تفویض
ہیں) جب آپ نے گھر کی تعلیم و تربیت سے فراغت
حاصل فرمائی تو آپ کو مدرسہ عالیہ میں شریک کیا گیا۔
سولہ سال کی عمر تک آپ تعلیمی مشاغل میں مصروف رہے
طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے اپنے اخلاق سے
ہم مدرسہ طلبا کو گرویدہ بنالیا تھا۔ کل اساتذہ خصوصاً
مسٹر لبسٹن پرنسپل نظام کالج آپ کی ذہنیت اور
خوبیوں کے معترف رہے۔ بعد فراغت تعلیم حسب فرمان
غفران مکان آپ کی جاگیرات کے کاغذات آپ کے اجلاس
پر پیش ہونے لگے۔ ۱۹۱۳ء میں سلطان العلوم نواب
عثمان علی خان بہادر نے آپ کے اسٹیٹ سے سرکاری
نگرانی برخاست فرماکر کل اقتدارات مرحمت فرمائے
آپ نے اپنے جاگیر کے نظم و نسق کو خوبی سے انجام
دیا۔ اسی سال خدمت مدارالمہامی پر آپ مامور ہوئے
اور تقریباً ڈھائی سال بحیثیت مدارالمہام کارگزار
رہے۔ آپ نے اپنے زمانۂ مدارالمہامی میں کئی جدید
محکمہ قائم فرمائے۔ نونہالان و نوجوانان ملک کی تعلیم
کی جانب خصوصیت سے توجہ فرمائی۔ وسائل آبپاشی
اور آبرسانی کو وسعت دیگئی۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے
استعفاء پیش کردیا اور خدمت مدارالمہامی سے
سبکدوشی حاصل فرمائی۔ اس کے بعد بھی آپ قومی خدمات
سے غافل نہ رہے۔ کبھی ذاتی امداد سے دریغ نہ
فرمایا۔ مدرسۃ العلوم علی گڑھ کیلئے بارہ سو روپیہ
سالانہ جو آپ کے جد امجد ... مقرر فرمائے تھے آپ
نے جاری رکھے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے آپ
نے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرماکر
علم دوستی کا ثبوت دیا۔ نوادرات کے جمع کرنے کا جو
ذوق آپ کو رہا اداریہ میں خیالات کا اظہار کردیا گیا

صنعت و حرفت اور تجارتی ترقی کا ہمیشہ آپ کو خیال
رہا کئی کارخانوں کی آپ نے سرپرستی قبول کی۔ ۱۹۲۰ء
میں آپ ... یورپ تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ
عراق عرب و مصر، شام و بیروت۔ بیت المقدس اور
ایران تشریف لے گئے۔ زیارت مقامات مقدسہ سے
مشرف ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں پھر آپ یورپ تشریف لیگئے
چھ ماہ وہاں رہ کر بصحت و عافیت واپس ہوئے۔
۱۸ صفر ۱۳۵۷ھ آپ کی پھوپی نورالنساء بیگم صاحبہ
بنت نواب مختارالملک سر سالار جنگ اول محل نواب
مکرم الدولہ مرحوم نے انتقال کیا۔ اس وفات سے آپ
کو دلی صدمہ ہوا ابھی اپنی پھوپی کا غم کئے ہوئے ایک
سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آپ کی والدۂ مہربان کا سایہ
آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی صحبت میں ہمیشہ فقہا
شعراء، صحیفہ نگار اور علماء رہتے تھے۔ آپ مدبرین
علماء اور مجتہدین کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے
آپ کے در سے غرباء، مساکین، بیوہ عورتیں، یتیم بچے
کبھی خالی نہ گئے اور ہمیشہ مستفید و فیضیاب ہوتے رہے
ایک وصیت بہ قومی صحیفات مذہبی علماء۔ مجتہدین۔ عاشور
خانہ جات۔ مذہبی علمی ادارہ جات کی امداد بجنسہ جاری
رکھنے آپ نے اپنے انتقال سے دو سال قبل اپنے
استاد زادہ سید آقا حیدر صاحب سے ایک فہرست
مرتب کرواکر خود دستخط سے مزین فرمائی۔ اس عمل کا
وصیت نامہ سے تعبیر کیا جاتا غلط نہیں۔ صاف ظاہر
ہے کہ اس وصیت کی رو سے مجتہدین۔ متولیان
عاشور خانہ جات مذہبی۔ بانیان ادارہ جات علمی اور
قومی صحیفہ نگار ہی حقدار ہیں۔ اگر حسب وصیت عمل
ہو تو مرحوم کی روح شاد ہوگی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا
گیا یکایک قلب کی حرکت بند ہونے کے باعث
۱۹۴۹ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔
آپ کے انتقال کی خبر جب شہر میں پھیلی تو تمام شہر میں غم و رنج

عظیم الشان سالار جنگ میوزیم

سیر و سیاحت کی دنیا میں انسان کی عقل و فراست کے خزانے جہاں قدم قدم پر بکھرے ہوئے پڑے ہیں۔ سائنسدانوں۔ ادیبوں۔ فنکاروں اور مفکرین کے خیالات سے ڈھلے ہوئے مجسمے ہیں کہیں تہ کہیں عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے عجیب و غریب نمونے پیش کرتے ہیں۔ ایلیفنٹا اور ایلورہ کے محیر العقول پتھر کی تراشی ہوئی مورتیں انسانی زندگی کی عظمت و بزرگی کہیں پتہ دیتی ہیں تو کہیں فنکار کی اعلیٰ صلاحیتوں پر بے ساختہ کلمۂ تحسین کہنے کے لئے مجبور کرتی ہیں۔

دنیا کے ہر خطہ میں ہیں اس قسم کے نمونے نوادرات ملتے رہیں گے لیکن ان ساری یادگاروں۔ مجسموں اور قابل تحسین نمونوں کا عہد قدیم کی غمازی کرنا شخصی جستجو کا نتیجہ نہیں بلکہ کسی شاہ یا کسی مملکت کی کوششوں کا نتیجہ رہا ہے ہندوستان کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ریاست حیدرآباد کے ایک رئیس کی اعلیٰ فکر کا نتیجہ دنیا کے عجائبات۔ نوادرات کا جمع کرنا ہے جو دنیا کے کسی گوشہ میں ایک شخص کی صلاحیتوں کا نتیجہ ہو۔ سالار جنگ میوزیم دنیا کی عجائبات کا ایک ایسا انمول خزانہ ہے جو ایک سیاح کو دنیا کے عجائبات کی سیر کراتا ہے ایک سیاح کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی مسرت نہیں ہو سکتی کہ وہ ساری دنیا کے عجائبات کو ایک جگہ دیکھ لے سالار جنگ بہادر کے ذوق سلیم نے ہندوستان میں ایک ایسے میوزیم کی ابتداء کی جسکو دیکھنے کے بعد روس امریکہ اور انگلستان کے سیاح بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ ان کیلئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ یہ ساری دنیا کا ذخیرہ ایک شخص کے ذاتی ذوق کا مجموعہ ہے۔

فن اور آرٹ

دنیا کے مصوروں اور عکاسی کے فن کاروں کے احساسات۔ تخیلات اور تصورات کو دیکھنا ہو تو سالار جنگ میوزیم کی سیر ضروری ہے جہاں ایرانی مصور بہزاد کے شاہکار۔ عمر خیام کی رباعیات کا مرقع۔ روبنس۔ رافیل۔ ولیم کیوز۔ ماشی ڈے۔ عبدالرحمٰن چغتائی کے ترقی یافتہ تخیلات انسانی نظر کو متحیر کرنے والے مشرقی اور مغربی مصوری کے نایاب نمونے نظر آتے ہیں۔

- مصر کے بادشاہ۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون اور اس کی بیوی کی ایک تصویر ہے جسے دیکھکر فرعون کا انجام سامنے آجاتا ہے اور فرعون صفت انسان کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ مغل بادشاہوں۔ شہزادوں۔ شہزادیوں۔ قطب شاہی بیجاپور کے عادل شاہی بادشاہوں۔ شاہان آصفیہ اور سالار جنگ کے خاندان کے مختلف افراد کی بڑی بڑی تصویریں۔ جہانگیر کا دربار نور جہاں کا پھول جھڑی چھوڑنے کا منظر صناعی کے لحاظ سے لاجواب ہیں
- درباری مصور وینکٹ چلیم کی بنائی ہوئی نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی مرحوم کے شکار کے جلوس کی دو بڑی تصویریں دیکھنے کے قابل ہیں جنہیں دیکھکر یہ مصرع زبان پر بے ساختہ آجاتا ہے ؎ خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہوگئیں
- ایک حساس دل شکست خوردہ دارا کی ماں اور فاتح سکندر کی کہانی والی تصویر دیکھکر گنگناتا ہے۔ ؎

یونہی دنیا بدلتی ہے اسی کا نام دنیا ہے۔

غرض ان تصاویر کے دیکھنے سے تصورات کی دنیا بنے لگتی ہے جاتی ہے

حُسن زیرِ نقاب

پتھر - پلاسٹر - سنگِ مرمر اور لکڑی کی مجسمہ سازی

● ایک مجسمہ "نقاب پوش راشیل" کا جسے ۱۸۷۶ء میں روما کے مجسمہ ساز بنزونی نے تیار کیا ایک نادر شاہکار ہے۔ نقاب پوش راشیل کا جسم ایک دبیز کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس مجسمہ کے گداز جسم اور جسمانی تناسب کو اس خوبی سے نمایاں کیا گیا ہے کہ اب بھی بنزونی کی روح خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔

● ایک ہی لکڑی کی بنی ہوئی مورتی عجیب و غریب مظاہرہ کی حامل ہے۔ ایک طرف سے دیکھیں تو مردانہ شجاعت نظر آتی ہے اور دوسری سمت سے حسنِ صنفِ نازک کی دلفریبی اور رعنائی دکھلائی دیتی ہے۔

● لکڑی کے ایک ہی ٹکڑے سے ایک اطالوی فنکار نے میفسٹو (خبیث شیطان) اور اسکی ہیروئن مارگریٹا (فرشتہ خصلت) کی کہانی پیش کی ہے۔ اس شاہکار کو دیکھکر یورپ اور جرمنی کے مشہور ادیبوں اور شعراء نے طبع آزمائی کی ہے۔

اسلحہ جات

موجودہ زمانہ میں جسمانی قوت کا نقص دور کرنے ہوائی جہازوں کی بمباری۔ لوہے کے ٹینکس (دبابوں) کی یلغار مشین گنوں کی آتشباری نے محشر بپا کر رکھا ہے قدیم زمانہ میں جنگ و جدل کا مظاہرہ جسمانی قوت پر موقوف تھا۔ اور اس مظاہرے کے آلات تلوار۔ خنجر۔ برچھے۔ بھالے۔ گرز۔ کٹار۔ پیش قبض تھے جنھیں دیکھکر قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور سپاہیوں کی شجاعت اور دلیری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ● ایک تلوار ایسی ہے جس کی ساخت میں سونا شریک ہے جس کا عقدہ یورپ کے سائنسدانوں سے بھی سمجھ میں نہ آسکا۔ اس کے پھل کا وزن دس تولہ سے زائد نہ ہوگا اس کا قبضہ نہایت خوشنما ہے۔

● سلطان ابوالحسن تاناشاہ کی ایک تلوار ہے جو جواہرات سے مزین ہے۔ ● بہادر اور جانباز ٹیپو سلطان (جس نے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیے اور جس کی مزار آج تک عظمت و وقار کی یادگار ہے) ایک تلوار آرے جیسی دنداں نما ہے ● ایک خنجر شہنشاہ جہانگیر کا بیش قیمت ہیرے جواہرات سے مرصع ہے۔ ● ملکہ نور جہاں کا ایک خوبصورت خنجر ہے جس کے لیشعب کے دستے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے ہیں جس کو دیکھکر قدیم تاریخی دور یاد آجاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں عورتیں بھی فنونِ جنگ سے واقف تھیں اور ان میں بھی بہادری دلیری کے جذبات تھے جو آجکل مردوں میں نظر نہیں آتے ● برتن توڑ نیکے۔ کاغذ لپیٹ کر کسی درخت میں دھنسا دینے کے۔ جانور کو زخمی کرنے کے آدمی کو ہلاک کرنے کے پیکان۔ خدنگ اور سوفار ہیں یہ وہ ہتھیار ہیں جن سے تاریخی روایات وابستہ ہیں۔

نادر ظروف

● عرض بیگی خاندان کے دو سبز رنگ کے کٹورے چار انچ قطر کے جس پہ چاندی کا کام ہے قابل دید ہیں۔

● ایسی متعدد طشتریاں Poison plates جن کا رنگ نمک اور ترشی سے اور جن پر زہر آلود چیز رکھدی جائے تو تبدیل ہو جاتا ہے موجود ہیں۔ ● عہد منگ اور سنگ بادشاہوں کے گلدستے۔ وج وڈ۔ پلے متھ۔ واٹر فیلڈ اور پورٹ لینڈ کے صنعتی کارخانوں کے برتن۔ رکابیاں۔ کٹورے۔ گلدان۔ ساغر و مینا۔ بلور کے جھاڑ۔ فانوس۔

● ان کے علاوہ مختلف ملکوں کے بنے ہوئے دھاتی برتن سونے چاندی کے گل کار خوبصورت برتن اور جنوبی ہند اور تبت کے دھاتی ظروف۔ نازک گردن والی صراحیاں آفتابے

دیکھنے کے لائق ہیں ● خصوصاً شہنشاہ جہانگیر کا طلائی ساغر ایک تاریخی یادگار ہے ان ظروف کے سکشن ہی میں ● ترکی، عراق، حجاز، ایران، مصر و شام اور ہندوستان کے تیار کردہ خوبصورت حقوں (کی انجمن) کا مجموعہ موجود ہے ● جنھیں دیکھکر قدیم زمانہ کا شوق یاد آجاتا ہے اور دلکش کھینچ لینے جی چاہتا ہے۔

مخمل و مشجر

● کاشان کے مخملی۔ کرمانی مشجر کے قالین۔ تبریز شیراز بخارا۔ اصفہان اور ہرات کے ریشمی سنہرے بارڈر کے قالین اتنے عمدہ اور دیدہ زیب ہیں کہ کچھ دیر ان پر لوٹ جانے دل چاہتا ہے ● ایک قدیم زریں مسند کی جوڑ جس پر زر کا ابھرا ہوا کام کیا گیا ہے موجود ہے جس کو دیکھکر امراءِ دکن کی عظمت اور انکی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگتی ہے ؎

اسے اہل نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

قدیم تمدن کی ایک جھلک

ہندوستانی زرکار اور قیمتی لباس انگرکھوں وغیرہ کو دیکھکر غیرت و حمیت اور قدیم تمدن کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہہ افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ڈھاکے کے جہین ململ کے بنے ہوئے قدآور انگرکھے ایک مٹھی میں آسکتے ہیں ان کپڑوں میں چوبیس گز کا ایک نایاب زربفت کا پارچہ ہے جو بہت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اس کے علاوہ کشمیری شالوں کے متعدد قیمتی نایاب نمونے بھی موجود ہیں۔ ٹیپو سلطان کی ایک پگڑی ہے جو انگریزوں سے نبرد آزمائی کے وقت پہنی تھی۔

خزانۂ علم

میوزیم کا ایک دلچسپ گوشہ مذہبی۔ معاشرتی معاشی۔ صنعتی۔ تجارتی۔ ادبی۔ علمی نعمتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں ادیبوں۔ سخن فہم اور سخن فہموں کو دعوتِ عام ہے

● قرآن شریف مطلّع ۳۰ ورقی جسے محمد حسین صاحب لاہوری نے لکھکر فن خطاطی کو ختم کر دیا۔ اس پر طلائی کام منقری جدول کشمیری جلد سے فنکاری کو چار چاند لگ گئے

● ایک قلمی قرآن پانچ ترجمہ کا ہے۔ جسکا رسم الخط ثلث ہے اور یہہ سنہ ۹۵۹ھ کا ہے ● ایک قرآن یاقوت المستعصمی بن عبداللہ رومی کے ہاتھ کا (جو آخری عباسی خلیفہ بغداد المستعصم باللہ کے دربار کا خطاط تھا) لکھا ہوا ہے اس نسخے کی جلد بھی نہایت درجہ منقش اور خوبصورت ہے

● ایک پورا قرآن شریف (۲ انچ x ۱ انچ x ۱/۲) کی سائز پر لکھا ہوا ہے۔ ● ایک قرآن مطلّع ایک ریشمی چادر پر جس کو تسبیح کہتے ہیں لکھا ہوا ہے — یہہ بھی یاقوت مستعصم کے خط سے مشابہ ہے۔ صندل کی لکڑی کے رولر پر لپٹا ہوا اور تانبے کے کیس میں ہے

● کتابوں میں ایک نادر کتاب "علم الاعتاقیر" امام محمد باقر علیہ السلام کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی خط کوفی میں جس کا حجم ۶ انچ اور ۹ انچ ہے جسے اونٹ کی جھلی پر لکھا گیا ہے۔ دوسری ایک کتاب "الدعا والدعا" امام زین العابدین علیہ السلام کی لکھی ہوئی اور جو ابوالحسن تاناشاہ کے کتب خانہ سے لائی گئی اور جس پر سنہری کام ہے دیکھنے کے قابل ہے ● ایک کتاب روضۃ المحبین مشہور خطاط میر علی ہروی کی لکھی ہوئی ہے جسمیں بہزاد کے قلم کی اعجاز نما تصاویر موجود ہیں۔ ● لوائح جامی کا ایک قلمی نسخہ میر عماد قزوینی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ وہ خطاط تھا جس کا شہنشاہ شاہ جہاں شیدائی تھا۔ غرض کتب خانہ میں نادر اور کمیاب کتابیں موجود ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست مرتب کرنے کیلئے ایک مستقل عملہ کارگذار ہے۔ فہرست کا کچھ حصہ شائع ہو چکا اور بہت کچھ باقی ہے۔ اس شعبہ کے تفصیلی حالات متعدد اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں جو قابلِ توجہ اور قابلِ اصلاح ہیں۔

فنونِ لطیفہ اور فنِ نجاری

یورپ - چین - جاپان - ترک - مصر اور ہندوستان
تمام ملکوں کا تیار کیا ہوا فرنیچر - صوفے - میز - کرسیاں - ڈریسنگ
ٹیبل - کندہ کاری سے ششدر ہے - روغنی کیبنٹ -
دلفریب کشتیاں - دمشق کا بنا ہوا سیپ کا فرنیچر - کوچین کی
بنی ہوئی کرسیاں - اخروٹ کی بنی ہوئی کشمیری نفیس تپائیاں
ٹیپو سلطان کی ہاتھی دانت کی کرسیاں - کافور کی بو دینے
والی الماریاں - غرض دنیا کے ہر ملک کا فرنیچر کثیر تعداد میں
رکھا ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے فرنیچر جمع کرنے کا نواب
سالار جنگ مرحوم کو بیحد شوق تھا -

بچوں کے دلچسپ کھلونے - ایک دلچسپ مضمون

میوزیم میں جہاں فن کاروں - ادیبوں - شعراء
نوجوان طلباء کیلئے نوادرات کا ذخیرہ موجود ہے - بچوں کی
دلچسپی کا کافی سامان بھی موجود ہے - کہیں فوجیوں کے دستے
کھڑے ہیں تو کہیں میدانِ جنگ کا منظر ہے - ایک طرف
کھلونے کی ریلیں - چھوٹے چھوٹے اسٹیشن - چھوٹی چھوٹی
پٹریاں اور سگنل جما کر رکھے گئے ہیں - ایک جانب دیہاتی
مکانات کے ماڈلس موجود ہیں - بچے تو مکانات کے ان
ماڈلس کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں - والدین اور سرپرستوں کو
یہ کھلونا دیکھنے سے قدیم تمدن اور معاشرت کی یاد تازہ
ہوجاتی ہے - تاریخ کی روشنی میں اتحاد و یگانگت کا زمانہ
یاد آجاتا ہے کہ جس زمانہ میں کوئی تفرقہ نہ تھا - قحط سالیوں
کا دور نہ تھا - بیماریوں کا قلع قمع قدرتی طور پر ہوتا تھا
طمع و حرص کے دروازے بند تھے - ہر فرد اپنے مشغلہ میں
مصروف تھا - اس لئے نہیں کہ روپیہ کمائے بلکہ اس لئے
کہ وہ قوم کے کام آئے - صنعت و حرفت ہو کہ تجارت یا
زراعت ہر کام میں اہلیت و حقیقت کا رنگ تھا اور کمال
روحانیت کا ظہور - انسانی چہرے ہنستے ہوئے نظر آتے
تھے - فکر و الم کا نشان نہ تھا - لب مسکراہٹ اور تبسم کیلئے
وقف تھے - مکاری کے خیالات دماغوں میں نہ تھے
آپس میں ملاقاتیں تھیں مگر غرض مندانہ نہیں - صحبتیں تھیں مگر
غیبت و بدگوئی سے مبرا - کیسی خوش نصیب گھڑیاں تھیں کہ
ہر طرف سکون ہی سکون تھا -

اس سکون کو کس نے تباہ کیا ؟

آسودہ زندگی کس لئے فرسودہ ہوگئی ؟

اس ہماری آسودہ زندگی کو مغربی بادِ صرصر کے جھونکوں
نے تباہ کیا - تہذیب بدلی - رنگ بدلے - تمدن و معاشرت بدلی
قناعت رخصت ہوئی - خواہشات میں اضافہ ہوا - آزادی
سلب ہوئی - اتحادِ عمل رخصت ہوا - تکمیلِ خواہشات کی خاطر
وہ سب کچھ ہوا جو نہ ہونا چاہیئے تھا -

اس سلسلے میں بعنوان " دنیا کی کایا پلٹ " مضمون
عنقریب آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمایئے - پھر ہم اپنے
ناظرین اور نونہالوں کو میوزیم کے نوادرات کی طرف متوجہ
کرتے ہیں - ان کھلونوں کے سکشن میں دہلی - لکھنؤ
نرمل اور دوسرے مقاموں کے دلچسپ کھلونے موجود ہیں
ان نظر فریب عجائبات میں عجیب نایاب گھڑیاں بھی موجود
ہیں جن سے وقت ماہ و سال کا علم ہوجاتا ہے - ایک گھڑی
ایسی موجود ہے کہ اس کی ساخت ہی میں ایک کھلونا نما گھنٹہ
بجانیوالا (Time Keeper) ہے جو ٹھیک وقت پر
گھنٹے بجاتا ہے اور چلا جاتا ہے - غرض کہ تمام نوادرات
دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - اس میوزیم کیلئے مکمل میوزیم
گائڈ کی ضرورت ہے کہ دیکھنے والوں کی دلچسپی اور میوزیم کی
شہرت میں اضافہ ہو - میوزیم گائڈ کس طرح مرتب ہو -
اسی سلسلہ میں -

آئندہ شمارہ میں " میوزیم نمبر " نمونتاً پیش کیا جائیگا -
امید کہ ارکان کمیٹی ہماری تحریک کو قبول فرمائیں گے -

ناظرین پیغام

ورثاء سالار جنگ بہادر

نواب تراب یار جنگ بہادر نواب سالار جنگ ثالث مرحوم کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ آپ کے دل میں قومی جذبہ ہے۔ آپ علم دوست ہیں آپ کا علمی ذوق و شوق قابل قدر ہے۔ آپ کو شعر و سخن سے خاص دلچسپی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی۔ خوش مزاجی اور ہمدردی کی عام شہرت ہے آپ پابند مذہب اور محب اہلبیت اطہار ہیں۔ آپ کے فرزند نواب عباس یار جنگ بہادر ذہین، خوش طبع خوش اخلاق اور ہمدرد ہیں الولد سر لابیہ کی مصداق ہیں

سالار جنگ ثالث مرحوم کے حقیقی چھ ماموں زاد

مولانا مولوی سید عبداللہ صاحب مرحوم نواب ذلقدر برادر سالار جنگ ثالث مرحوم کے ماموں محتاج تعارف نہیں آپ عظیم الشان خاندان سید عبداللہ مجتہد اعلی اللہ مقامہ اور خاندان منصور الدولہ کرار جنگ کے معزز رکن تھے آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں

(۱) مولوی سید کاظم حسین صاحب :۔ آپ کو خاص کتابیں دیکھنے کا بیحد شوق ہے۔ آپ بہترین شاعر ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی اکثر غزلیں اور نظمیں پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ کو حلقۂ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ کی صلاحیتوں سے احباب کا تاریک مستقبل روشن ہو جاتا ہے۔

(۲) مولوی سید احمد صاحب :۔ آپ اعتدال پسند ہیں۔ موصوف دوسروں کے دماغ سے سوچنے کے عادی نہیں۔ اپنی ذاتی رائے رکھتے ہیں۔ زندہ دل خلیق اور ہمدرد ہیں۔ بحروہ جعفری قدیم کے آپ قدیم ممبر کامیں سے ہیں۔

(۳) مولوی سید حسن عرف پاشاہ صاحب :۔ آپ کی زندگی کا اکثر عمل خصوصاً مذہبی اداروں کے ساتھ مشغل رہا ہے۔ آپ حیدرآباد شیعہ کانفرنس کے صدر رہیں۔ آپ کے قومی اور مذہبی کارنامے قابل تحسین ہیں۔ آپ قومی تعمیری کاموں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ آپ میں ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ کسی فرد کو نفی میں جواب نہیں دیتے۔ آپ کاموں میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ آپ سے ملنا بعض وقت دشوار ہو جاتا ہے۔ آپ ادارہ شادی و غم میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ آپ کے ان نمایاں کارناموں کی شہرت عام ہو چکی ہے۔

(۴) مولوی سید حسین صاحب عرف پچو میاں :۔ آپ ہر دلعزیز ہیں آپ کے دوستانہ تعلقات وسیع ہیں۔ آپ کو انڈور گیمس میں خاص مہارت حاصل ہے۔ موصوف کے اعلی فنی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے احباب آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے چھوٹوں اور برابر والوں سے بہ محبت پیش آتے ہیں

(۵ و ۶) سید عبدالوہاب صاحب اور سید عبدالحمید صاحب ہر دو حضرات خاندانی شرافت اور انسانیت کے وارث نیک طینت۔ خجستہ خصلت ہیں۔

ارکان کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ بہادر

(۱) نواب مہدی نواز جنگ بہادر (صدر نشین) اپنے حسن انتظام اور خوش سلیقگی کے باعث ہمیشہ مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ انہیں خصوصیات کی وجہ آپ کمیٹی کے صدر نشین مقرر ہوئے

(۲) مولوی ہادی علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ۔ آپ تجربہ کار خلیق اور بے لوث کمیٹی کے ممبر ہیں

(۳) مولوی احمد علی خاں صاحب تعلقدار وظیفہ یاب :۔ صدر دار آپ نہایت ذہین۔ مدبر۔ حلیم الطبع۔ مردم شناس ہیں۔

(۴) جناب ایل این گپتا صاحب آئی۔ اے۔ ایس معتمد طبابت آپ کے کارہائے نمایاں قابل ستائش ہیں۔ آپ کو عوام کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے

READERS OF PAIGAM

Sri Aga Hyder

Sri Chander Rao, S. E., P. W. D., Warangal

Late Moulana Syed Abdulla Saheb

Sri Syed Hasan "Pasha"

Sri Akbar Bhai & Prince Ali Khan

ANDHRA PRADESH

Sri Ranga Reddy

Sri J. V. Narsing Rao

Sri Kala Venkat Rao

Sri Tima Reddy

Sri J. Venkat Reddy Naidu

Sri K. Brahamanand Reddy

MINISTERS OF

Sri V. B Raju

Sri Sanjiva Reddy
Chief Minister

Sri M. Narsingh Rao

Sri Pattabhi Ram Rao

Sri Mahdi Nawaz Jung

Sri Sanjiviah

READERS OF PAIGAM

Sri Yadgir Rao, H. M. C. Councillor

Sri Mohamed Osman, S. E. Medak Circle

Sri Askari Hasan

Sri Hakim Asheq Ali & his sons

Sri G. Daniah, H. M. C. Councillor

(۵) مولوی عبدالوہاب صاحب معتمد اسٹیٹ سالار جنگ بہادر۔ آپ نہایت خوش اخلاق ملنسار۔ ہمدرد رحمدل۔ علم دوست۔ دیانتدار پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ انتظامی قابلیت لائق صد ستائش ہے۔

احباب پیغام

ملا اکبر بھائی:۔ آپ کے عملی کارناموں کا مجموعہ عام طور پر نظر آرہا ہے۔ آپ ہمیشہ حیات انسانی کے معیار بلندی کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ میں قومی ہمدردی کا احساس بدرجۂ اتم موجود ہے۔ آپ کو حلقہ احباب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ نے حال ہی میں بہ مسرت تشریف آوری عالیجناب پرنس علیخاں عصرانہ پر عہدہ داران مقامی و معززین کو مدعو کیا تھا۔ عصرانہ کے بعد پرنس نے مُلا صاحب کے ساتھ تصویر کھنچا کر عزت بخشی۔

(۲) جناب موسیٰ خاں صاحب گتہ دار تعمیرات (ورنگل) آپ کے اخلاق کی شہرت عام ہے۔ آپ کی غریبوں پر ہمیشہ ہمدردانہ نگاہ پڑتی ہے۔ آپ کے کام سے عہدہ دار مطمئن رہتے ہیں۔ آپ جو کام لیتے ہیں حسن وخوبی سے بلاشکایت انجام دیتے ہیں۔

(۳) مولوی عسکری حسین صاحب راحی ابن مولوی حاجی میر علی محمد صاحب نامی وکیل۔ آپ ایک معزز خاندان موسومہ "کرطوے صاحب" سے رکھتے ہیں۔ آپ کی قومی دلچسپیاں امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کے قومی خدمات اور جذبات مشغول راہ ہیں۔

(۴) حکیم سید ممتاز مہدی صاحب خلف حکیم میر عاشق علی صاحب مرحوم۔ آپ کے جد اعلیٰ حکیم میر قربان علی خاں صاحب رضوی افضل الدولہ بہادر کے شاہی طبیب خاص اور خان کے خطاب سے ممتاز تھے۔ آپ بڑی توجہ سے علاج کرتے ہیں دوا سے زیادہ آپ کے اخلاق سے مریض شفا پاتے ہیں۔ آپکے دواخانہ کا نظم ونسق قابل تعریف ہے۔

مولوی آقا حیدر صاحب:۔ آپ کے والد مولوی آقا محمد مہدی صاحب مرحوم مختار الملک یمین السلطنت کے مذہبی اتالیق تھے اور جو سالار جنگ مرحوم کے بھی استاد رہ چکے۔ آپ محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا ہر عمل قابل مبارکباد ہے۔ آپ کی علمی لیاقت عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔

مولوی سراج الدین صاحب مہتمم تعمیرات سالار جنگ اسٹیٹ آپ کا ہر شخص ثناخواں ہے۔ ادائے فرض کی طرف ہمیشہ آپ کی توجہ رہتی ہے۔ آپ کی جفاکشی اہل دفتر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ آپ کا عمل مطابق کلام ہے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کی عام شہرت ہے۔

اجرت اشتہارات

ٹائٹل کا صفحہ اول آرٹ	۱۵۰	روپیہ
" " دوم	۱۰۰	"
" " سوم	۱۰۰	"
" آخر "	۱۲۵	"
سنگل کالم انچ	ایک روپیہ	
درمیانی مکمل صفحہ چکنے کاغذ پر	۸۵	روپیہ
نصف صفحہ	۵۰	

¼ صفحہ ۲۵ روپیہ شرح چندہ پیغام سالانہ ۱۲ روپیہ
اشتہاری ۷

اظہار تشکر

ہم جمیع ممبران کمیٹی واسٹاف سالار
جنگ بہادر جنہوں نے اشاعت
سالار جنگ نمبر کیلئے تعاون فرمایا بدل مشکور ہیں۔
سری کے کا سری پاٹھی ناظم اطلاعات
سری مانوی نرسنگ راؤ نائب ناظم اطلاعات
کے اخلاق اور تعاون عمل قابلِ ستائش ہے

ادارہ پیغام

سید سجاد حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے صحیفہ پریس میں چھپوا کر کوٹھہ عالیجاہ ۲۲۶۶/۴ حیدرآباد دکن سے شائع کیا۔

MIR JAFER ALI, Chief Engineer,
Naga Arjun Sagar Project.

Jahangir and Noorjehan enjoying fire works

PRINTED AT THE MODERN PRINTING HOUSE. JAMBAGH ROAD. HYDERABAD-DN.